باسمہ الجلیل

نوادرات

(شعری مجموعہ)



نذیر نادر



www.NazeerNadir.com

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی۔۶

NAWADIRAAT

by

NAZEER NADIR

Year of Edition 2012

نام کتاب	نوادرات
شاعر	نذیر نادر فون : 9849093167
سنہ اشاعت	۲۰۱۲ء م ۱۴۳۳ھ
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰) ضخامت : ۲۰۰ صفحات
انتخاب	حافظ محمد عتیق الرحمٰن
ترتیب وتزئین	حافظہ جویریہ نصرت
سرِ ورق	لطیف فاروقی
کمپوزنگ	محمد منہاج الدین فیصل 9885683162
قیمت	۱۹۹ روپئے
زیر اہتمام	ادارۂ اقلیمِ ادب، حیدرآباد (Ph : 040-23532349)
طباعت	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی۔۶

ملنے کے پتے

☆ ''اِقلیمِ ادب، الحرا 12-2-830/7/3، ہل کالونی، قاری صاحب لین، مہدی پٹنم، حیدرآباد۔500028

☆ نذیر نادر رہائش گاہ "الحجاز" 12-1-486/A/121/45# 'نیو کشن نگر، آصف نگر روڈ، حیدرآباد۔500006

☆ حُسّامی بک ڈپو 125 مچھلی کمان، حیدرآباد-500002

☆ دکن ٹریڈرس، چار مینار، حیدرآباد۔

☆ زینت کتاب گھر 16-8-544 جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔500024

Published by

EDCUATIONAL PUBLISHING HOUSE

3108, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)

Ph: 23216162 Fax : 0091-11-23211540

Website : www.ephbooks.com

اِنتساب

۱) میری مقدس ترین ''امّی حضرت'' مدّظلّها کے نام

جن کی بے پناہ شفقت، غیر معمولی جلالتِ تربیت اور قدم قدم پر حوصلہ افزائی نے مجھے ''شاعر'' بنا دیا...... تاکہ میں بانگِ دہل کائنات میں دینِ فطرت کی حقانیت وفوقیت کا اظہار کرسکوں۔

۲) میرے خدا ترس ''ابّا حضور'' مدّظلّه کے نام

جن کا ظلِّ عاطفت میرے اوپر ایسا جلوہ فگن ہے جو مسلسل احساسِ عمل کی ژالہ باری کرتا رہتا ہے

۳) میرے علمی رہبر، فکری معمار، استاذی الجلیل

حضرت مولانا محمد عبدالعلیم کوثر القاسمی دامت برکاتهم العالیه کے نام

جنکی چشمِ التفات کا پرتو ''میرا فکری اثاثہ'' ہے

نذیر نادر

فہرست

☆☆☆

تعارفِ شاعر



نام : محمد نذیر الدین

قلمی نام : نذیرؔ نادر

والدِ محترم : محمد خواجہ معین الدین صاحب

(شرفِ بیعت حضرت شاہ سید فصیح اللہ حسینی قادریؒ)

خاندانی لقب : ''عرب''

مسلک : سُنّی۔حنفی۔حُسامی

تاریخِ پیدائش : ۳۰؍اکتوبر ۱۹۸۴ء

وطن : حیدرآباد (دکن) ''الھند''

رہائش گاہ : #12-1-486/A/121/45 ''الحجاز''

نیو کشن نگر، آصف نگر روڈ، حیدرآباد۔500006

فون نمبر : 9849093167

تعلیمی قابلیت : ابتدائی ۶؍سال (۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۳ء) عصری تعلیم

۱) جاویدیہ ہائی اسکول ملے پلی، ۲) نیو پبلک اسکول سرورنگر

❁ الحمد للہ تکمیلِ حفظِ قرآن مجید (۲۰۰۲ء)

ازالمدرسۃ الدینیۃ احیاء العلوم ٹپہ چبوترہ

❁ شکراً للہ فراغتِ عالم کورس (۲۰۱۰ء)

ازالجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم حیدرآباد

❁ عربی ڈپلوما (۲۰۱۰ء) صمدانی ایجوکیشنل سنٹر

ملحقہ کالی کٹ یونیورسٹی کیرالا

فن وہنر : خیّاطی، اردو، عربی خوشنویسی

خدمات : ۱) امامت وخطابت (۱۴۲۲ھ تا ۱۴۳۲ھ) مدینہ مسجد مستعد پورہ کاروان ساہو

۲) تفسیرِ قرآن مجید (۱۴۲۷ھ تا ۱۴۳۲ھ) مدینہ مسجد مستعد پورہ کاروان ساہو

۳) مدیر ماہنامہ ’’شعور‘‘ (۲۰۰۹ء تا ۲۰۱۰ء)

۴) صدر انجمنِ طلبائے دارالعلوم (۲۰۰۹ء تا ۲۰۱۰ء)

ذوقِ شاعری : فطری

استاذِ سخن : حضرت رحمٰن جامی

مشاغل : ۱) استاذ شعبۂ اردو، ریاضی مدرسۂ اشاعت الخیر بازارگارڈ (۲۰/۱/۱۴۳۲ھ تا حال)

۲) استاذِ تفسیر وحدیث، فقہ وادب دارالعلوم غیث الرشاد مہدی پٹنم (۱۰/۱۰/۲۰۱۰ تا حال)

۳) مُشیرِ خاص مدرسۂ حضرتِ عائشہؓ صدیقہ جل پلی نیو بابانگر

۴) اصلاحی خطبات ۵) تحقیقی مقالہ نگاری ۶) تنقید

۷) تبصرے ۸) تحریکِ اردو وترویجِ شعروادب

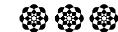
۹) تصحیحِ تقاریر ومضامین ۱۰) فروغِ حمائد ونعوت

۱۱) امتحانات برائے عربی درجات

۱۲) فیصل مسابقہ جات ۱۳) آل انڈیا ریڈیو

۱۴) مشاعروں میں شرکت ۱۵) صحافت

و ما توفیقی الا باللہ



نقشِ اوّل

از

زبدۃ المحدثین حضرۃ العلامہ محمد خواجہ شریف قبلہ مدّظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ و مشرف المعہد الدینی العربی حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین والہ وصحبہ و محبیہ والتابعین لھم باحسان الی یوم الدین اجمعین. امّا بعد!

آپ کے سامنے کلامِ نادر ہے ...... کلامِ نادر ماشاء اللہ نادر کلام ہے۔ شاعرِ محترم جناب نذیر نادؔر (تلمیذِ حضرت رحمٰن جامی) آپ کا یہ مجموعۂ اشعار ’’مختصر دیوان‘‘ ہے جو متعدد بُحور میں متعدد اصنافِ سخن پر مشتمل ہے..... حمدیہ کلام، مناجات، نعتیہ کلام، سلام بحضورِ خیرالانامؐ، اہلِ بیتِ اطہارؓ، پیرانِ پیرؒ، بزرگانِ دینؒ، دینی نظمیں، پاکیزہ غزلیات اور موضوعاتی نظموں پر مشتمل ہے۔ حمدِ باری میں رحمتِ باری، جاری ہے، مناجات میں امید ورجاء کا سمندر موجزن ہے، نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عشق ومحبت کی مہک چھائی ہے۔ بزرگانِ دینؒ کے مناقب میں قلم باادب ہے، غزلیات پاکیزہ اور اس میں دل کی طہارت ہے، موضوعاتی نظمیں اور وطنِ عزیز کے نغمیں، اُن کی شان ہی نرالی ہے، اس میں لفظی ومعنوی محسّنات کے نگینے اس دیوان کے حُسن وجمال کو دوبالا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کلامِ نادؔر کو مقبول اور خاص وعام کے لیے اس کے فائدے کو تام فرمائے۔

۲۶؍شعبان ۱۴۳۳ھ

۱۷؍جولائی ۲۰۱۲ء

مقدمہ

جواں سال شاعر نذیر ناؔدر کے مجموعۂ کلام ''نواردات'' کے مشمولات کے مطالعے کے بعد ایسا لگا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بے پناہ شاعرانہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اس مجموعہ میں شامل شاعری کو دو زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

۱) مذہبی شاعری (۲) غیر مذہبی شاعری

مذہبی شاعری کی اہم اصناف میں خاص طور سے حمد و نعت، دینی نظمیں، مناقب پر نذیر نادر نے طبع آزمائی کی ہے۔ انھوں نے ان اصناف پر اپنی مضبوط گرفت کے کئی اہم ثبوت بہم پہنچائے ہیں۔ چوں کہ وہ عربی زبان سے کما حقہ واقف ہیں، اس لئے وہ اپنے کلام میں ان ہی لفظیات کا استعمال کرتے ہیں جو ان اصناف کے شایان شان ہوتے ہیں۔

حمد ایک مشکل صنف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذات باری اور اس کی کائنات کے بے شمار گوشے ہیں، جن میں سے ہم کچھ ہی سے واقف ہیں، جنہیں ہم دیکھتے، سراہتے اور حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ ان گنت ایسے گوشے بھی ہیں جن پر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں، جن پر ہماری نظر نہیں جاتی جنہیں ہم قوتِ تخیّل سے کچھ حد تک مجسم کر کے ان کی بے کراں عظمت اور باری تعالیٰ کی خلاقیت کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ حمد یہ شاعری کے لئے ضروری ہیں:

۱) اللہ کی عظمت و بزرگی کا کامل ایقان
۲) بے پایاں قوتِ مشاہدہ
۳) غیر معمولی تخلیقی صلاحیت
۴) جذبات کی شدت
۵) پُر زور اور شایانِ شان ذخیرۂ الفاظ

نذیر نادر میں یہ سارے ہی ضروری عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ وہ بکمالِ خوبی بہترین، بحروں، ردیف وقوافی کا انتخاب کر کے حمد کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

تو ازل سے ہے مِری آرزو، تری شان جل جلالہ
ہے ہمیشہ تیری ہی جستجو، تری شان جل جلالہ
تِری فکر ہے مِری روشنی، مِری ہر خوشی، مِری شاعری
دو جہاں میں رکھ مِری آبرو، تری شان جلِ جلالہ

اس شعر میں انہوں نے خود کو مکمل طور پر خدائے برتر کے حوالے کر دیا ہے اور وہ اُسے اپنی آبرو قائم رکھنے کی دہائی بھی دے رہے ہیں۔

جب ان کی نظر اپنے اطراف واکناف پھیلی ہوئی بے حد وحصر کائنات پر پڑتی ہے، جس میں بنی نوع انسان، چرند پرند، حشرات الارض، سمندر، دریا، پہاڑ، صحرا اور جنگل آباد ہیں تو وہ کہہ اُٹھتے ہیں

یہ تازگی، یہ نظارے، یہ رنگ، یہ خوشبو
سبھی بہارِ چمن **لا الــــہ اِلا الــلـــہ**
ہوا میں اُڑتے پرندوں کا شورغور سے سن
ہے جس میں وہ بھی مگن، **لا الــہ اِلا الــلــہ**

☆

برگِ شجر، مغزِ ثمر، شمس و قمر یہ بحر و بر
سب کے ہیں سب نغمہ سرا، ربی احد، ربی صمد
گر ہوں شجر مثلِ قلم، ہو روشنائی رُودِ آب
کامل نہیں پھر بھی ثنا، ربی احد، ربی صمد

شاعری کی مقبول صنف نعت ہے۔ دنیا کی ہر زبان کے شعراء نے نعتیں کہی ہیں اور کہتے آرہے ہیں۔ نعت گوئی کے تاریخی پس منظر تک رسائی مشکل ہے کیوں کہ اس کا کوئی معتبر اور تصدیق شدہ مواد موجود نہیں ہے۔ صحابی رسول حسّان ابنِ ثابتؓ کو نعت کا اولین شاعر سمجھا جاتا ہے اور وہ ''شاعرِ دربارِ رسالت'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مشرف بہ اسلام ہونے سے قبل بھی وہ شاعر تھے اور جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو اپنی شاعری کا رُخ نعت گوئی کی طرف موڑ لیا۔ نثر وشاعری کے تعلق سے دو حدیثیں یوں ہیں :

۱) بے شک سخن گوئی کی بعض قسمیں طلسماتی تاثر رکھتی ہیں۔ (بخاری)

۲) بے شک شاعری کی بعض قسموں میں خردمندی ہے۔ (بخاری)

ان احادیث سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے کہ الفاظ میں جادوئی تاثر ہوتا ہے جو لوگوں کے دلوں کو مسحور کرتا ہے۔ یہ طلسماتی تاثر اس وقت کچھ سوا ہوجاتا ہے جب شعرا نعت گوئی کے وسیلے سے آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ، اسوۂ حسنہ اور دیگر صفات کا ذکر خوب صورت پیرایۂ اظہار میں کرتے ہیں۔ نعتیہ شاعری کے بارے میں جناب اسرار احمد قاسمی رقمطراز ہیں:

''بلا شبہ نعت گوئی شاعری کا نگینہ ہے لیکن یہ بہت نازک اور مشکل ترین صنفِ سخن ہے۔ اس میں افراط موجبِ شرک تو تفریط خطرۂ ایمان ہے۔ موضوعِ نعت کی اِسی نزاکت کے پیشِ نظر اکابرین نے اسے دودھاری تلوار پر چلنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ مولانا حالی نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ ''یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ، خطا ہے۔''

نذیر نادر اس دودھاری تلوار پر چلنے کے فن سے خوب واقف ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں نہ تو افراط ہوتا ہے اور نہ تفریط اور نہ جنبشِ لب خارج از آہنگ ہوتی ہے۔ وہ موجبِ شرک اور خطرۂ ایماں کا سبب بننے والی باتوں سے اجتناب کر کے گزر جاتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

کتنا ہے پاک مشغلۂ نعتِ مصطفیٰؐ
جب سے عطا ہوا ہے یہ فن خیریت سے ہوں



صداقت میں، عدالت میں، سخاوت میں، شجاعت میں
ازل سے تا ابد سب کو کیا ہے دنگ آقاؐ نے
عقائد میں، مسائل میں، فضائل میں، خصائل میں
بچھائے ہیں حقیقت کے ہمیشہ رنگ آقاؐ نے



یہ خدا کا مجھ پہ کرم ہوا، میں غلامِ شاہِ اُمم ہوا
کہ نذیر نادرِ حق طلب نے پڑھا خدا کی کتاب کو

دینی نظموں اور مناقب کا گوشہ بھی نذیر نادر کے قادرالکلام ہونے کی مزید تصدیق کرتا ہے۔ نذیر نادر نے متعدد موضوعات پر کئی دینی نظمیں تحریر کی ہیں۔ ان نظموں میں سے کچھ ہیں۔ مانگ لے، مسجد قرطبہ، شب برات، شب قدر، رمضان المبارک، ہماری عید (یہ غزل کے فارم میں لکھی ہوئی نظم تمام تر مطلعوں پر مشتمل ہے)۔ یہاں بھی وہ الفاظ کے استعمال کا بے حد خیال رکھتے ہوئے نفسِ موضوع کو نہایت پُراثر پیرائے اظہار میں بیان کرتے ہیں۔ مسجد قرطبہ کے کچھ شعر ملاحظہ کیجئے۔

یادگارِ زماں مسجدِ قرطبہ
نور کی کہکشاں مسجدِ قرطبہ
بعد حرمین واقصیٰ کے یہ ہوگئی
بندگی کا نشاں مسجدِ قرطبہ
اس کے مینار و محراب و منبر سبھی
شاہکارِ جہاں مسجدِ قرطبہ
اے ستم ڈھانے والے سنبھل جا ذرا
ہے خدا کا مکاں مسجدِ قرطبہ

حصۂ مناقب میں پیغمبروں جیسے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ صحابہ، صحابیات اور دیگر اہم شخصیتوں پر نظمیں شامل ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں ان نظموں کا احاطہ ممکن نہیں ہے، مگر یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ نذیر نادر اس میدان کے بھی جری سپاہی ہیں۔

غیر مذہبی شاعری میں غزلیات، موضوعاتی نظمیں اور قطعات شامل ہیں۔

اردو زبان کے شاعروں کی پسندیدہ صنف غزل ہے۔ یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ادب کی دیگر اصناف کے سرمائے کی کمیت کا تقابل اگر غزلوں کے مواد کی کمیت سے کیا جائے تو یقیناً غزل کا مواد بھاری پڑے گا۔ اس صنف کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہندوستان میں ہر روز غزلوں پر محیط ایک

شعری مجموعہ منظر عام پر آتا ہے۔ ان میں سے بیشتر کمیت کے حامل تو ہوتے ہیں مگر ان میں کیفیت کا فقدان ہوتا ہے۔

غزل گوئی میں نذیر نادر کو روایتی انداز خوش آتا ہے۔ وہ جدیدیت کی فیشن پرستی کی طرف رُخ نہیں کرتے اور نہ اپنے شعروں کو چیستان و بے کیف بناتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں روایتی غزلوں کی چاشنی ہوتی ہے۔

سامنا ہے کسی ستم گر کا　　گفتگو میں بھی تیر و خنجر کا
زلفیں رُخ سے ہٹیں تو یہ دیکھا　　ابر کے پیچھے رُخ تھا خاور کا

☆

عجب مستی کے نظّارے مچلتے ہیں
تری آنکھوں کے ان ہی دو پیالوں میں

☆

تیرا تکلم دم بہ دم　　جیسے ترنم دم بہ دم
رنج کہ راحت ہر صورت　　تیرا تبسم دم بہ دم

☆

عشوہ طرازی ان کی ہے شمشیرِ بے نیام
کُشتہ بنا ہی دیتے ہیں حرکت کئے بغیر

چوں کہ ان میں مذہبی میلان کی فراوانی ہے، اس لئے وہ غزلوں کے اشعار سے اصلاحِ معاشرہ کا کام بھی لیتے ہیں۔

جائیدادیں چھین کر کمزور کی
سکھ نہ پاؤگے کبھی باغات میں

☆

کبھی فلم نگری سے مرعوب مت ہو
کہ اس میں مکمل بناوٹ بہت ہے

☆

مغرب نے ایسا جال بچھایا ہے چار سو
دانستہ میری قوم کے معمار گر پڑے

موضوعاتی نظموں کے حصے میں شامل نظمیں جیسے جشنِ آزادی، جشنِ جمہوریہ، سالِ نو، اردو زبان وغیرہ۔ ان نظموں میں حالات حاضرہ کا برملا اظہار ہے اور جہاں تہاں حالات کی بے اعتدالیوں پر کرارا طنز بھی کیا گیا ہے۔

نذیر نادر نے جاپانی صنف ادب ''ہائیکو'' میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ نمونتاً دو ہائیکو پیش ہیں۔

بجلی سی گرادے گا
آنسو کا چھلک جانا
کہرام مچادے گا

☆

احباب کی محفل میں
یادوں کی چمک تیری
رہتی ہے مِرے دل میں

حضرت رحمٰن جامی کے کئی شاگرد صاحبِ دیوان ہیں۔ صاحبِ دیوان شاگردوں کی صف میں نذیر نادر کا اضافہ بے شک ایک خوش گوار اضافہ ہے۔ اس شعری مجموعہ کی اشاعت پر میں نذیر نادر کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جمیل شیدائی

ڈرامہ نگار، اسٹوری رائیٹر،
اسکرین پلے رائیٹر، ڈائیلاگ رائیٹر

☆☆☆

تقریظ

اس ترقی یافتہ دور میں ہماری قوم دین سے روز بہ روز دور ہوتی جارہی ہے۔ایسے ماحول میں نذیر نادر کا مجموعۂ کلام ’’نوادرات‘‘ نئی نسل کو دین سے قریب لانے کے لئے ایک مشعلِ راہ ثابت ہوسکتا ہے۔

’’نوادرات‘‘ ناؔدر کا پہلا مجموعۂ کلام ہے جس میں حمد، مناجات، دُعاء، نعت، سلام، مناقب، صحابہؓ اور صحابیاتؓ، منظوم ترجمے، دینی نظمیں، موضوعاتی نظمیں اس کے علاوہ غزلیں، قطعات اور استادِ محترم حضرت رحمٰن جامی کے نقشِ قدم چلتے ہوئے لکھا سانیٹ، ہائیکو وغیرہ وغیرہ۔

ناؔدر کے کلام میں استادِ محترم حضرت رحمٰن جامی کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے...... حمد میں ناؔدر خدا کی ثناء میں سرشار نظر آتے ہیں۔ جب انسان کو کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے۔اس مانگنے کو مناجات کہتے ہیں۔مناجات میں ناؔدر میں نہایت عجز وانکساری نظر آتی ہے۔ حُبِّ نبویؐ میں ڈوب کر لکھی ہوئی نعتیں پڑھنے کے بعد عشقِ رسولؐ جاگ اٹھتا ہے۔اس کے علاوہ منظوم ترجمے اپنی مثال آپ رکھتے ہیں۔مناقب میں کئی بزرگانِ دین کی باکردار طرزِ زندگی و دینی اصولوں پر مبنی ہیں جو زندگی کا سلیقہ سکھاتی ہیں...... جب دینی نظموں کی بات آتی ہے تو وہ معلومات پر مبنی ہیں جو قاری کو اثر انداز کرتی ہیں۔موضوعاتی نظمیں دنیا میں ہونے والے واقعات کی نشاندہی کرتی ہیں۔اس کے علاوہ غزلیں، قطعات، سانیٹ اور ہائیکو وغیرہ بھی ہیں...... ناؔدر کی شاعری کا رجحان تقریباً مذہبی ہے بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ناؔدر مذہبی شاعر ہیں۔لیکن مذہبی شاعر ہونے کے باوجود دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش میں کوشاں نظر آتے ہیں اور ان دونوں اسالیب کا اظہار کرنے کا شعور وسلیقہ ان کے کلام میں موجود ہے۔اس کتاب کی ابتداء خدا کی ثناء ’’تیری شان جلَّ جلالہٗ‘‘ سے ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ کئی منظوم ترجمے بھی ہیں لیکن کلمۂ طیبہ کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

پڑھو تم کلمۂ طیّب سراپا یہ ہدایت ہے
جُزِ اوّل میں وحدت ہے جُزِ ثانی رسالت ہے
سوائے ربِّ واحد کے نہیں معبود ہے کوئی
محمدؐ ہیں رسول اس کے، جنہیں رب کی حمایت ہے

نعتِ شریف کے دو مصرعے جو عشقِ محمدؐ میں ہیں دیکھئے۔

زمانے کی لہروں میں طوفان اٹھے
جو مِل جائے آبِ وُضوئے محمدؐ

نذیر ناؔدر نے استادِ محترم کی طرح نعتوں میں تمامتر مطلعوں پر مشتمل نعتیں بھی نظم کی ہیں۔

آئی عشقِ نبیؐ سے بہار
سوکھے چہروں پہ بھی ہے نکھار

مناجات کے دو مصرعے دیکھئے جس میں عجز وانکساری ملتی ہے۔

مَیں ہوں گونگا تو آواز دے اے خدا
مجھ کو جذباتِ جانباز دے اے خدا

مناقب میں کئی اصحابؓ وصحابیاتؓ، بزرگانِ دین کی شان اور ان کی طرزِ زندگی جو دنیا کے لیے ایک مثال ہیں جیسے بی بی سارہؓ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت بی بی فاطمہؓ وغیرہ جیسے نبیؐ کا گھرانہ عنوان سے ایک خوبصورت نظم کے چند شعر ملاحظہ کیجئے۔

سہانہ سہانہ نبیؐ کا گھرانہ
ہمارا خزانہ نبیؐ کا گھرانہ
ہمارے لیے نوحؑ کا ہے سفینہ
حفاظت کا شانہ نبیؐ کا گھرانہ

میں اُن کے چمن کا پرندہ ہوں ناؔدر
مِرا آشیانہ نبیؐ کا گھرانہ

جب نظموں کی بات آتی ہے تو دینی موضوعات میں کعبۃ اللہ، رمضان المبارک، قربانی اور بہت پیاری پیاری نظمیں ملتی ہیں جیسے نظم ''قربانی''

مقصدِ کارواں ہے قربانی
منزلِ جاوداں ہے قربانی
طاقت ِ ناتواں ہے قربانی
جذبہٗ بیکراں ہے قربانی
مرضیِ مہرباں ہے قربانی
ثروتِ پاسباں ہے قربانی

اس کے علاوہ موضوعاتی نظموں میں نوادرات، جشنِ آزادی، سالِ نو، آنکھیں، اردو زبان وغیرہ...... اردو شاعری کی مشہور ومعروف صنف ''غزل'' میں طبع آزمائی کی ہے جس میں بڑا بے باک انداز ملتا ہے، کچھ ملاحظہ ہوں ۔

یاد آتی ہے بہت برسات میں
تو نے کی تھی بات جو جذبات میں

☆

خزاں کی زد میں جو آیا چمن، چمن نہ رہا
گلاب سا تِرا نازک بدن، بدن نہ رہا

☆

ہم سے رہا نہ جائے محبت کئے بغیر
اس میں بھی تھوڑی شرارت کئے بغیر

☆

مسکراہٹ جو رُخ پہ چھائی ہے
کیا نئی چوٹ دل نے کھائی ہے

☆

وہ جو بول اٹھے تو طوفان اٹھائے گا اچانک
کسی بے نوا کو بھی تم کبھی بے زباں نہ سمجھو

غزلوں کے علاوہ جاپانی صنف ''ہائیکو'' جس میں شوخی نمایاں ہے ۔

پُر کیف نظارہ بھی
حالات بدل دے گا
اک شوخ اشارہ بھی

اس کے علاوہ ''سانیٹ'' بھی ہے جس کو ناؔدر نے اپنے استادِ محترم کے نام معنون کیا ہے ......نادر کا یہ شعری سفر جاری ہے جو انہیں کے اس شعر کا حسبِ حال ہے ۔

ہستی کو اپنی خاک سے کندن بنا تو دیں
ناؔدر نتیجے باقی ہیں کچھ تجربات کے

میں آخر میں امید کرتی ہوں کہ اھلِ نظر اور اھلِ ذوق قارئین کی جانب سے اس کتاب کو پذیرائی حاصل ہوگی جو یقیناً اس کی مستحق ہے۔

ڈاکٹر عائشہ صدیقہ
لکچرر ویمنس کالج، حسینی علم
حیدرآباد۔

☆☆☆

اظہارِ تشکر

☆ شہرۂ آفاق استاذ الشعراء حضرت رحمٰن جامی کی استادانہ ومشفقانہ رہنمائی نے مجھے بہت جلد شعراء کی صف میں لا کھڑا کیا۔

☆ حضرت قاری سید لطیف محی الدین احمد حفظہ الله (تلمیذ حضرت قاری محمد عبد العلیمؒ) سے میں نے ''نوادرات'' کی طباعت واشاعت میں ہر مرحلے پر رہبری کا شرف حاصل کیا۔

☆ محترم مجتبیٰ خان صاحب (مالک ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی ۶) نے میری کتاب کو فوقیت دیتے ہوئے بہت جلد اُسے منظرِ عام پر لایا۔

☆ حضرت علامہ محمد خواجہ شریف قبلہ مدّ ظلہٗ العالی (شیخ الحدیث و مشرف المعھدالدینی العربی) نے باوجود اپنی کثیر ووسیع دینی مصروفیت کے میری شاعری پر اظہارِ خیال فرما کر میرے مجموعۂ کلام ''نوادرات'' کو مستند کر دیا۔

☆ ہندوپاک کے ممتاز ڈرامہ نگار جناب جمیل شیدائی نے نوادرات کا ''مقدمہ'' رقم فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆ محترمہ ڈاکٹر عائشہ صدیقہ (لکچرر ویمنس کالج) نے ''تقریظ'' قلمبند فرما کر گویا بڑی بہن کی طرح میری پیٹھ ٹھونکی۔

☆ مشہور مصور لطیف فاروقی نے نوادرات کا جاذبِ نظر ''سرورق'' بنایا۔

☆ جناب محمد منہاج الدین فیصل نے حسبِ منشاء اس کی کمپوزنگ فرما کر اپنا معیار قائم رکھا۔

☆ معروف کاتب عبد المقیت نے سرِ ورق پر خوبصورت خطِ ثلث میں ''نوادرات'' لکھا۔

☆ میرے چھوٹے بھائی حافظ محمد عتیق الرحمٰن اور میری چھوٹی بہن حافظہ جویریہ نصرت، ''نوادرات'' کی تہذیب وترتیب میں ہر قدم پر میرے ساتھ رہے۔

☆ میرے بزرگ شاگرد مولوی محمد عبد اللہ صمدانی (سیول انجینئر نمس ہاسپٹل) جو عشقِ نبیؐ میں ڈوب کر میرا نعتیہ کلام پڑھتے ہیں، انہوں نے دکن سے حرمین شریفین تک میرا نعتیہ کلام پہنچایا۔ یہ میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

☆ اسی طرح دکن کے دوا بھرتے ہوئے نعت خواں، محمد الیاس مصطفیٰ اور محمد طلحہ اسعد بھی (شہر حیدرآباد کے مختلف دینی اجلاس واجتماعات میں) اپنے دلنشین ترنم میں میری نعتیں پڑھتے ہیں۔

نذیر نادر



حمدیہ کلام

’’تری شان جَلّ جلالہٗ‘‘

تُو ازل سے ہے مِری آرزو، تِری شان جَلّ جلالہٗ
ہے ہمیشہ تیری ہی جستجو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

یہ چمن چمن، یہ شجر حجر، یہ پون پون، یہ سحر سحر
تِری شان ہے سبھی رنگ و بو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

تو اذان میں، تو نماز میں، تو نشیب میں، تو فراز میں
تو یہاں وہاں، تو ہی روبرو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

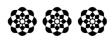
کوئی دھوپ میں،کوئی چھاؤں میں،کوئی شہر میں کوئی گاؤں میں
ہے لبوں پہ تیری ہی گفتگو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

کوئی کرب میں،کوئی حرب میں،کوئی جذب میں،کوئی ضرب میں
دل و جاں میں سب کے ہے تُو ہی تُو ، تِری شان جَلّ جلالہٗ

تو ہر اک مقام پہ جلوہ گر، تو ہی زخمِ دل کا ہے چارہ گر
تِرا نامِ پاک ہے چار سُو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

تِری فکر ہے، مِری روشنی، مِری ہر خوشی، مِری شاعری
دو جہاں میں رکھ مِری آبرو، تِری شان جَلّ جلالہٗ

تِرا آسرا مجھے مل گیا، تِری راہ پر مِرا دل گیا
کہوں نادر اب یہی با وُضو، تِری شان جَلّ جلالہٗ



"لا اِلٰہ الّا اللّٰہ"

پیامِ شاہِؐ زمن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ
محبتوں کی کرن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

یہ جھملاتے ستارے، یہ چاند یہ سورج
فرازِ چرخِ کہن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

یہ تازگی یہ نظارے، یہ رنگ یہ خوشبو
سبھی بہارِ چمن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

ہجومِ کون و مکاں سے نکل کے آتی ہے
یہ گنگناتی پون لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

ہوا میں اُڑتے پرندوں کا شور غور سے سُن
ہیں جس میں وہ بھی مگن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

یقین اور عمل کی ملی جنہیں نعمت
ہے ان کا سارا چلن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

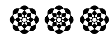
وفاء کی خوشبو، جہاں سے نبیؐ کو آئی تھی
فضائے ارضِ وطن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

یہ مکہ اور مدینے کا فیض ہے سارا
چمک اُٹھا ہے دکن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

دُعاء ہے یہ دَمِ آخر ہر ایک مومن کی
رہے زباں پہ سخن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

فرشتے پوچھیں اگر تو میں صاف کہہ دوں گا
لحد میں اوڑھے کفن، لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

خلاصۃً مجھے نادؔر یہی ہوا محسوس
ہے دو جہاں کی لگن لا اِلٰہ الّا اللّٰہ



''رَبِّی اَحَدُ رَبِّی صَمَدُ''

تُو ابتدا، تُو انتہا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ
تُو خالقِ ارض وسما، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

برگِ شجر، مغزِ ثمر، شمس و قمر، یہ بحر و بر
سب کے ہیں سب نغمہ سرا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

گر ہوں شجر، مثلِ قلم، ہو روشنائی رُودِ آب
کامل نہیں، پھر بھی ثنا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

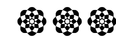
ہر سانس پر رحمت تری، ہر رنگ میں قدرت تری
کیا گن سکیں، تیری عطا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

کویل کی کُو، ہر گُل کی بُو، جلوے ہیں تیرے چار سُو
ہے وجد میں گاتی ہوا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

حاجت روا، تو ہی فقط، مشکل کُشا تو ہی فقط
تجھ ہی کو ہے سجدہ روا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

ہم دل سے دامانِ حبیبؐ کبریا کو تھام کر
پا جائیں اب تیری رِضا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ

دستِ طلب پھیلا کے یوں نادرؔ نے مانگی ہے دُعاء
کردے سبھی کا تو بھلا، رَبِّی اَحَدُ، رَبِّی صَمَدُ



''اللہ کو پکارے''

دنیا کے سب نظارے
اللہ کو پکارے

۱) جو بھی ہیں حق کے ''بندے''
اُڑتے ہوئے پرندے
کھیتوں کے سب چرندے
جنگل کے بھی درندے
اٹھ کر سویرے سارے
اللہ کو پکارے

۲) تاریک شب کے گیسو
شمعیں جَلا کے جگنو
قَوسِ قُزح کا جادو
منظر ہے کتنا خوشرو
شب بھر چٹک کے تارے
اللہ کو پکارے

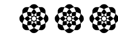
۳) بلبل بھی بجلیاں بھی
گلشن کی تتلیاں بھی
دریا کی مچھلیاں بھی
ساون کی بدلیاں بھی
موجیں، ندی، کنارے
اللہ کو پکارے

۴) جن و مَلَک سکندر
شاہ و گدا، ''برابر''
عابد، سخی، قلندر
مفلس ہو یا تونگر
دامن کو سب پسارے
اللہ کو پکارے

۵) ذِکر خدا میں ہر دم
ڈوبا ہوا ہے عالم
کہتے تھے خود کو ہمدم
آکر ملے ہیں باہم
پائے نہ جب سہارے
اللہ کو پکارے

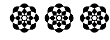
۶) رکھے خدا سلامت
دونوں جہاں میں عزّت
برسے خدا کی رحمت
پائیں ہر ایک نعمت
جو بھی ہیں غم کے مارے
اللہ کو پکارے

۷) آئے نبیؐ رحمت
دی سب کو حق کی دعوت
امت کو کی نصیحت
ہم سب نے پائی راحت
نادر نبیؐ ہمارے
اللہ کو پکارے



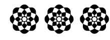
''کلمۂ طیبہ''

پڑھو تم کلمۂ طیب سراپا یہ ہدایت ہے
جُزِ اوّل میں وحدت ہے، جُزِ ثانی رسالت ہے
سوائے ربِّ واحد کے نہیں معبود ہے کوئی
محمدؐ ہیں رسول اُسکے، جنہیں رب کی حمایت ہے



''کلمۂ شہادت''

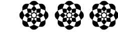
شہادت کے ہیں یہ معنیٰ، زباں سے تم گواہی دو
بتاہی دو تم اُسکو جو یقیں دل میں تمہارا ہے
نہیں معبود ہے کوئی، گواہی دے رہا ہوں میں
گواہی دے رہا ہوں میں، محمدؐ ہیں رسول اُسکے



''کلمۂ تمجید''

کہا تمجید میں جو کچھ اسی کا ترجمہ سُن لو
ہدایت کے خزینے سے نگینے بڑھ کے تم چُن لو
طریقِ اختصار اس کی بزرگی کا بیاں ہے یہ
سبھی توفیق اُس کی ہے، اُسی کا یہ خلاصہ ہے

وہ ذاتِ پاک ہے اور ساری تعریفیں اسی کی ہیں
وہ سب سے ہے بڑا برتر، نہیں کوئی شریک اس کا
نہ ہو توفیق اُسکی تو گنہ سے بچ نہیں سکتے
بھلائی کر نہیں سکتے بِنا توفیق کے اُسکی



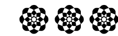
''کلمۂ توحید''

یہ ہے توحید کا منبع یہ ہے تحمید کا حاصل
یقیں رکھے گا جو اس پر ملے گی اس کو ہی منزل

نہ اُس کی ذات میں شرکت، نہ ہے اوصاف میں شرکت
وہ یکتا ہے، یگانہ ہے، اسی کی ساری ہے عظمت

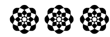
اُسی کی بادشاہت ہے، اُسی کی ساری ہے قوّت
وہی ہے لائقِ تعریف ، اُسکی شان ہے وحدت

بقاء پر بھی اُسے قدرت، فنا پر بھی اُسے طاقت
ہر اک شئی میں بھی ہے حکمت، اُسے ہر چیز پر قدرت



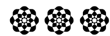
''ایمانِ مجمل''

ہوا منظوم اب یہ ترجمہ ایمانِ مجمل کا
خلاصہ کس قدر ہے جامعانہ دینِ اکمل کا
خدا واحد، ہی ناموں والا اور اوصاف والا ہے
زبان و دل سے پورا اس پہ ایماں میں نے لایا ہے
ملے ہیں جتنے بھی احکام میں نے اُن کو مانا ہے
خلوصِ دل سے میں نے ان کو آنکھوں سے لگایا ہے



''ایمانِ مفصّل''

مکمل ترجمانی ہے یہ ایمانِ مفصّل کی
ہے کنجی یہ جہانِ خیر کے بابِ مقفّل کی
مِرا ایمان پختہ ہے خدا کی ذاتِ واحد پر
اُسی کے سب فرشتوں پر، کتابوں پر بھی ہے ایماں
مِرا ایمان اس کے سارے نبیوں پر، رسولوں پر
اُسی کے فیصلے کے دن پہ بھی ایمان ہے میرا
مقدر میں جو ہے اچھا، بُرا سب کچھ، خدا سے ہے
فناء ہوکر اٹھایا جاؤں گا ایمان ہے اس پر



''رحمتِ الٰہی''

اشکوں کی بھی رم جھم تھی اور عالمِ تنہائی
بھیگے ہوئے تکیے پر، تھا سایۂ پسپائی

وحشت کے سمندر میں ہم ڈوب گئے ایسے
پا بھی نہ سکی ہم کو قلزم کی بھی گہرائی

دیپک کی طرح دل بھی، جَل جَل کے بجھا آخر
چلتی رہی روز و شب، اک ظلم کی پروائی

نبضوں پہ چلی سوزن، پھر دل کی بڑھی دھڑکن
ہنگامیِ مناظر سے گم ہوگئی بینائی

مدہوش خرد مندی، ایوانِ جنوں بے خود
حالات نے بل کھائے، کام آئی نہ دانائی

جیون کا سفینہ جب گرداب کی زینت تھا
ساحل پہ کھڑے اپنے، تھے سارے تماشائی

سُن سُن کے فغاں میری، مولیٰ کو ترس آیا
پھراس کے اشارے سے رحمت کی گھٹا چھائی

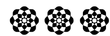
اُمّید کی کلیوں پر، پڑنے لگی شبنم بھی
فطرت نے لی انگڑائی، دل میں بجی شہنائی

خدشات میرے سارے، کافور ہوئے آخر
نقّاشِ ازل کا تھا، یہ ذوقِ تمنائی

الطافِ الٰہی کا ادنیٰ یہ کرشمہ تھا
صورت جو تھی مرجھائی، دیدی اُسے رعنائی

جس سمت نظر اٹھے اک جلوہ نظر آئے
بس چاروں طرف سے یہ خاموش صدا آئی

ناؔدر ہمیں کیا ڈر ہے، احساس ہمارا خود
معبودِ حقیقی کی رحمت کی ہے پرچھائی



مُناجات

دُعاء

رحم کر حال پر اَرحم الراحمیں
جھولی بھر دے مِری اَرزق الرازقیں

خوب صورت بنائی ہے تو نے مِری
دل بھی چمکا مِرا اَحسن الخالقیں

توبہ کرتا ہوں اپنے گناہوں سے میں
بخش دے سب گنہ اَغفر الغافریں

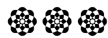
مستحق کو ملے اس کا حق ہند میں
ایسی کردے فضاء اَحکم الحاکمیں

کردے ناکام دشمن کی تدبیر کو
تجھ کو آسان ہے مُعجِز الماکریں

سرکشی، خود سری، نفس و شیطان سے
میرا دامن بچا، اَحفظ الحافظیں

نیک بندوں میں شامل مجھے کرکے پھر
دے دے فردوس تو مرجع الصالحیں

دو جہانوں میں نادؔر کو رکھ سرخرو
اَعلم الشاہدیں اَعلم الغائبیں



''حُسنِ طلب''

مجھے حور دے نہ قصور دے نہ مجھے شرابِ طہور دے
رگِ جاں سے جب تو قریب ہے مجھے صرف اس کا شعور دے

مِرے اے خدا، میں تو عبد ہوں، جو بنایا تو نے وہ بن گیا
مجھے بندگانی کی شان دے، سبھی نیکیوں پہ عبور دے

میں فقیر ہوں، تو قدیر ہے، میں صغیر ہوں، تو کبیر ہے
میں تِرے ہی در پہ پڑا رہوں مجھے اس پہ فخر و غرور دے

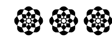
تِری یاد میں وہ جو مست ہے، تِرے ذکر میں وہ جو پست ہے
جو تِری تلاش میں چل پڑا، اُسے ہر قدم رہِ طور دے

تِرے سامنے، مجھے مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آ سکا
مِرے حال سے تو ہے باخبر، مجھے عافیت بھی ضرور دے

مجھے اپنے در کا گدا بنا، مجھے دینِ حق کی صدا بنا
تو سدا کرم سے ہر اک قدم، مجھے اتباعِ حضورؐ دے

تِری جستجو کا جنون ہے، تو مِرے بھی دل کو سکون ہے
تِری معرفت سے نواز دے، مجھے دو جہاں کا سرور دے

میں تِری نظر سے ہوں نادؔراب، میں تِری عطا سے ہوں شاعراب
رہِ مصطفےٰؐ پہ ثبات دے، تِرے عشق کا مجھے نور دے



''فریاد''

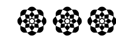
مالکِ دو جہاں میری فریاد سُن
کس قدر ہوگیا ہوں میں برباد سُن

شب ہے غمگیں مِری، اور ہے غمگیں سحر
کردیا گردشوں نے مجھے در بدر
دکھڑا لے کر میں آیا ہوں اب تیرے در
ہو کرم کی خدایا تِری اک نظر
سب بدل دے گا تیرا ہی اک اَمرِ کُن
مالکِ دو جہاں میری فریاد سُن

ہر طرف اپنے دشمن کا پہرا ہوا
سر پہ اُس کا ہی پرچم ہے لہرا ہوا
دوست بھی اس کی صف میں ہے ٹھہرا ہوا
جس سے زخمِ جگر اور گہرا ہوا
میں تڑپ کر سدا گاؤں تیرے ہی گُن
مالکِ دو جہاں میری فریاد سُن

چل پڑا ہوں فقط، میں تِری راہ میں
کیوں نہ ہوگا اثر اب مِری آہ میں
اۓ خدا جب سے ہوں میں تِری چاہ میں
لے چلی رحمتیں مجھ کو بھی بانہہ میں
سب کو بھولا ہوں میں، ہے فقط تیری دُھن
مالکِ دو جہاں میری فریاد سُن

دو جہاں میں ملے، مجھ کو بس عافیت
مجھ سے ہونے نہ پاۓ کبھی معصیت
دے دے کِردار میں نورِ شفافیت
تیرا نادؔر بنے نادر اک شخصیت
نیک بندوں کے حلقے میں تو اس کو چُن
مالکِ دو جہاں میری فریاد سُن



مناجات

مَیں ہوں گونگا تُو آواز دے اے خدا
مجھ کو جذباتِ جانباز دے اے خدا

محفلِ رنگ و بو جاگ اٹھے خواب سے
میرے ہاتھوں میں وہ ساز دے اے خدا

بن کے شاہین اُڑے میری فکرِ رسا
وہ بلندیِ پرواز دے اے خدا

دینِ فطرت میں ڈھل کر بنوں منفرد
دہر میں ایسا اعزاز دے اے خدا

زندگی، بندگی، حُسنِ تابندگی
عشق کو ایسا ہمراز دے اے خدا

عزمِ اغیار کو پارہ پارہ کروں
ہر ارادہ بھی دمساز دے اے خدا

خانۂ دل ہو، یہ تیری الفت کا گھر
وہ شرف دے وہی ناز دے اے خدا

پیچھے نادؔر کے ہو ہر اُڑن طشتری
اب وہ پر ہاۓ پرواز دے اے خدا



نعتیہ کلام



یا رب مجھے پہنچادے تو دربارِ مدینہ
رہتے ہیں جہاں پر مِرے سرکارؐ مدینہ

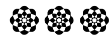
رکھے تھے مِرے آقاؐ نے جس جا قدم اپنے
پھر شوق سے دیکھوں میں وہ آثارِ مدینہ

دل میں ہے مِرے عشقِ نبیؐ، لب پہ نبیؐ ہے
مجرم ہی سہی، پَر ہُوں وفادارِ مدینہ

قسمت سے اگر آئے نظر گنبدِ خضریٰ
آنکھوں میں بسالوں گا میں انوارِ مدینہ

برسائے جہاں پھول محبت کے نبیؐ نے
مولیٰ مجھے دے دے وہی گلزارِ مدینہ

ہر ذرّہ ہے روشن جہاں انوارِ نبیؐ ہے
کرلے ذرا ناؔدر بھی تو دیدارِ مدینہ



ﷺ

تذکرہ جو چھڑتا ہے آپؐ کے حوالوں سے
نور پھیل جاتا ہے چار سو اجالوں سے

بے مثال مولیٰ کے، بے مثال دلبر ہیں
بات بن نہیں سکتی آپؐ کی مثالوں سے

روح رقص کرتی ہے، سرزمین طیبہ میں
ہے عجب نشہ ان کا، پیجئے پیالوں سے

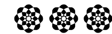
نقشِ ہائے اقدس سے رحمتِ دو عالم کے
جگمگاتا ہے ہردم، دو جہاں اُجالوں سے

حق کے آگے باطل نے، اپنا سر جھکایا ہے
ہار ہی گئی دنیا، دین کے جیالوں سے

قیل و قال سے اٹھ کر، جذب و حال میں رہ کر
بندگی نکھرتی ہے، آپؐ کے مقالوں سے

میری اونچی نسبت ہے، عاشقِ محمدؐ ہوں
اک کمال بہتر ہے، جگ کے سو کمالوں سے

جانفزا سحر سے یہ آئی ہے صدا نادرؔ
فیض سے نبیؐ کے میں دور ہوں وبالوں سے



ﷺ

ذکرِ نبیؐ میں ہو کے مگن خیریت سے ہوں
گرچہ ہے لاکھ دل میں چبھن خیریت سے ہوں

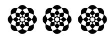
ویران زندگی پہ مِری چھا گئی بہار
ہے ساتھ میرے رشکِ چمن خیریت سے ہوں

صدیقؓ نے کہا یہی اے میرے دلربا
تجھ پر لُٹا کے سارا ہی دھن خیریت سے ہوں

گستاخ جتنے تھے وہ اُسی وقت گر پڑے
میرا ہے سنتوں کا چلن خیریت سے ہوں

کتنا ہے پاک مشغلۂ نعتِ مصطفیٰؐ
جب سے عطا ہوا ہے یہ فن خیریت سے ہوں

نادرؔ حوادثاتِ جہاں سے بچا رہا
رحمت ہے مجھ پہ سایہ فگن خیریت سے ہوں



صلی اللہ علیہ وسلم

کبھی دنیا اندھیروں ہی اندھیروں میں ہی ڈھلتی تھی
شبستانِ حرم میں شمعِ کفر و شرک جلتی تھی
کبھی ظلم و ستم کی آندھی صبح و شام چلتی تھی
گنہگاروں کے سائے میں نہتی قوم پلتی تھی
محمدؐ روشنی بن کر جہانِ حال پر چھائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے مِرے پیارے نبیؐ آئے

کہیں پر خونِ ناحق تھا کہیں پتھر برستے تھے
تباہی کے دہانے پر کھڑے انساں ترستے تھے
کہیں پر بُت پرستی تھی کہیں آتش پرستی تھی
کہیں تہذیب کے پردے میں چھپ کر خود پرستی تھی
حراء کی خلوتوں سے دو جہاں پر نور برسائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے مِرے پیارے نبیؐ آئے

نگاہِ بدقماشی میں یہ عورت موج و مستی تھی
تو ناگن بن کے ہر گردش اُسے ہر آن ڈستی تھی
خبر سنتے وہ بیٹی کی تو یوں چہرے بدلتے تھے
خود اپنے پاؤں سے نازک سی کلیوں کو مسلتے تھے
پھر ایسی بزمِ نسواں پر کئے رحمت کے یوں سائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے، مِرے پیارے نبیؐ آئے

مِرے آقاؐ کی آمد سے شکستہ دل ملے سارے
گلستانِ وفا کے خوشنما سب گُل کِھلے سارے
اُنؐ ہی کی پیروی سے راز، فطرت کے کُھلے ہر دم
نگاہ و دل ہوئے روشن، گنہ سب کے دُھلے ہر دم
جہاں کے واسطے جامِ محبت جانفزاء لائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے، مِرے پیارے نبیؐ آئے

جہالت کی ہواؤں میں چراغِ حق کیا روشن
نظر کو تازگی دے کر غبارِ رہ کیا چندن
عرب کی خاک کو اپنی اداء سے کردیا کُندن
خدا کی یہ زمیں کو پھر محبت سے کیا گلشن
اُنہیؐ کے صدقے میں دنیا نے بھی راحت کے دن پائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے، مِرے پیارے نبیؐ آئے

کرم بے حد خدا کا ہے کہ اس نے آشنائی دی
پیمبرؐ کی غلامی نے دو عالم کی رسائی دی
زبانِ حال سے نادر نے سب کو یہ سنایا ہے
مجھے عشقِ محمدؐ نے مہِ کامل بنایا ہے
زمیں سے آسماں تک سب ستارے جھوم کر گائے
مِرے پیارے نبیؐ آئے، مِرے پیارے نبیؐ آئے

❁❁❁



ﷺ

شہہِ عالم، دمِ آدم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم
نبیِؐ رحمتِ عالم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

شریعت کے طریقت کے، حقیقت، معرفت کے ہیں
سمندر سب اُسی میں ضم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

رُخِ اجمل، قدِ اکمل، خدِاَسہل، یدِ اطول
ازل کا بس چھڑا سرگم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

جلالِ حق، جمالِ حق، کمالِ حق، نوالِ حق
سبھی کا ہے وہ اک سنگم مِرا رہبر، مِرا ہمدم

وہی اوّل، وہی آخر، وہی باطن، وہی ظاہر
نسب اشرف، حسب اکرم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

زمیں صندل، فلک آنچل، نِعَم بادل، جہاں ہر پل
مدینے کا ہر اک ''موسم'' مِرا رہبر، مِرا ہمدم

نظر اطہر، ادا رہبر، وفا خوگر، نبی اکبر
خلافِ حق سدا برہم، مِرا رہبر مِرا ہمدم

سخا ساغر، حیا جوہر، یقیں پیکر، صدا حق پر
مِرے ہر زخم کا مرہم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

سیہ گیسو، کماں ابرو، گہر آنسو، سماں خوشرو
خدا کی شان ہے پیہم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

بدن انساں، سخن ایماں چلن قرآں، زمن یزداں
حراء، دارِ ابی ارقم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

قمر تلوا، حسیں نقشہ، عیاں جلوہ، مگر پردہ
نگاہ و دل فدا باہم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

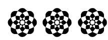
نگہ اشکل، ہوئی اکحل، بنی مشعل، وہی فیصل
تمنّاء کی سحر، شبنم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

لگن بے حد، مِری سرحد، ہری گنبد، درِ احمدؐ
لبوں پر ہے یہی ہر دم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

دلِ تاباں، جگرسوزاں، سبھی حیراں، عجب ذی شاں
غمِ ہجراں، طبیبِ غم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

قریبِ رب، صباءمرکب، نشاں کوکب، چراغِ شب
زباں اصدق، قدم محکم، مِرا رہبر، مِرا ہمدم

مِرے حضرتؐ، مِری جنّت، مِری عظمت، مِری شوکت
کہوں نادرؔ جسے یارم رہبر، مِرا ہمدم



ﷺ

عطا ہم کو کیا ایسا وفا کا رنگ آقاؐ نے
خود اُن سے پیار کرنے کا دیا ہے ڈھنگ آقاؐ نے

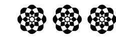
نظر کی ژالہ باری سے، عمل کی شعلہ باری تک
گنہگاروں کے دامن سے مٹائے زنگ آقاؐ نے

صداقت میں، عدالت میں، سخاوت میں، شجاعت میں
ازل سے تا ابد سب کو کیا ہے دنگ آقاؐ نے

عقائد میں، مسائل میں، فضائل میں، خصائل میں
بچھائے ہیں حقیقت کے ہمیشہ رنگ آقاؐ نے

صحابہؓ نے دیا ہے ساتھ اُنؐ کا بے جھجک نادؔر
اداؤں سے کیا دشمن کی ہمت تنگ آقاؐ نے

جو ناداں تھے وہ برسائے ہمیشہ دل پہ بس پتھر
لُٹا کر گُل، دیا نادؔر جوابِ سنگ آقاؐ نے



ﷺ

فدا خورشید کی کرنیں، یہ بزمِ کہکشاں قرباں
تری جلوہ نمائی پر حیاتِ جاوداں قرباں

جمالِ گنبدِ خضریٰ کی مستانہ فضاؤں پر
مہِ کامل نچھاور ہے ستاروں کا جہاں قرباں

کہا حضرت علیؓ نے یہ محمدؐ کی محبت میں
بھری گرمی میں ٹھنڈا میٹھا اک آبِ رواں قرباں

چمکتے رُخ، دمکتے گُن، مہکتے لب، دھڑکتے دل
عقیدت کے چھلکتے جام تجھ پر بے گماں قرباں

یہ سنبل بھی، یہ نرگس بھی، یہ لالہ بھی، یہ کلیاں بھی
حبیبؐ کبریا پر دو جہاں کے گلستاں قرباں

پسینے کی اسی خوشبو سے یہ دنیا معطر ہے
تمہاری آنکھ کے اشکوں پہ بحرِ بیکراں قرباں

کلامِ حمد بھی ہے اور نبیؐ کی نعت بھی بے شک
مِری سانسوں میں جاری ہے اِسی پر میری جاں قرباں

زباں کی تنگ دامانی تھی نادؔر نے کہا اتنا
تری ہر اک اداء پر ہیں، زمین وآسماں قرباں



ﷺ

نظر کو بھی ہے جستجوئے محمدؐ
ہے دل کو بھی بس آرزوئے محمدؐ

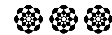
لبوں پر ہے صلِّ علیٰ کا ہی نغمہ
ہے میرے خیالوں میں روئے محمدؐ

چمن کی بہاریں ہیں تیرے قدم سے
مجسم ہے پھولوں میں بوئے محمدؐ

زمانے کی نہروں میں طوفان اٹھے
جو مِل جائے آبِ وضوئے محمدؐ

جلالِ الٰہی سے عقبیٰ میں ڈر کر
پیمبرؑ بھی دیکھیں گے سوئے محمدؐ

سکونِ حقیقی ہے نادؔر وہی بس
سبھی جس کو کہتے ہیں کوئے محمدؐ



ﷺ

فتحِ مبیں، تجھ سا حسیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں
بے شک ترا، ثانی کہیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

قوسین کی منزل سے بھی آگے ہی تھا میرا نبیؐ
اس سے سواء، رب کے قریں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

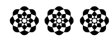
چہرہ ترا، شمس الضحیٰ، جلوہ ترا، بدرالدّجیٰ
ایسا کوئی، دیکھا نہیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

سب انبیاؑ میں بھی تڑپ، امت کی تھی بے شک مگر
میرے نبیؐ جیسا حزیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

جلوہ نما، جس جاہیں وہ، اُس پر فدا، عرشِ بریں
کونین میں ویسی زمیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

آقاؐ کے جب دیدار کی محفل سجے، تو میں کہوں
اِس سے بڑی خُلدِ بریں، کوئی نہیں، کوئی نہیں

ذِکر خدا، فکر نبیؐ، ہر دم یہی، اِن کے سواء
نادؔر کے دل میں ہے مکیں کوئی نہیں، کوئی نہیں



صلی اللہ علیہ وسلم

میرے نبیؐ تو سب نبیوں کے صدر ہوئے سلطان ہوئے
عرشِ بریں پر رب نے بلایا، خاص وہاں مہمان ہوئے

اُنؐ کا اشارہ، جس دم پایا، سورج پلٹا، چاند کٹا
بت بھی کلمہ پڑھنے لگے اور شجر سبھی برہان ہوئے

انسانوں کے ذہن و دل میں ہردم اندھیرا رہتا تھا
میرے نبیؐ کے نقشِ قدم سے کتنے بشر ذی شان ہوئے

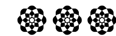
معجزہ اُنؐ کی انگلیوں سے یوں ظاہر اُس آن ہوا
پھوٹ کے چشمے بہنے لگے، اصحاب سبھی حیران ہوئے

یادِ نبیؐ کا جشن مناتے عاشق اُنؐ کے جب جب بھی
اھلِ وطن بھی سیرت پڑھ کر معتقدِ قرآن ہوئے

چادر و مسند اپنی عطا کی، میرے نبیؐ نے جن کو بھی
نعتِ نبیؐ کی برکت سے وہ بخت رسا حسّانؓ ہوئے

اپنے جگر کے دونوں پیارے، پیارے نبیؐ نے جن کو دیئے
سارے صحابہؓ میں وہ خوش بخت ایک مگر عثمانؓ ہوئے

دونوں جہاں میں سرخرو ہونگے ایسے ہی اللہ والے اب
اُن کی اداؤں پر جو نادؔر شام وسحر قربان ہوئے



صلی اللہ علیہ وسلم

عاشقِ احمدؐ ہی خیر الناس ہے
لمحہ لمحہ دل کو یہ احساس ہے

سر پہ ایماں کے مثالی تاج میں
عشقِ احمدؐ کا جُڑا الماس ہے

جو محمدؐ لائے ہیں پیغامِ حق
اس پہ سو فیصد ہمیں وشواس ہے

دیکھ زاہد میری آنکھوں میں ذرا
پیار ہے، دیدار کی اک پیاس ہے

صورتِ خیرؐ البشر کا آئینہ
پورے قرآں کا ہر اک قرطاس ہے

روضۂ اقدس کا نورانی سماں
ہے نظر سے دور، دل کے پاس ہے

ایسے بندے کامیابی پائیں گے
جن کو رب سے رحمتوں کی آس ہے

جیسے ہی یہ نعت نادؔر نے لکھی
نعت ہے اور پھر لبِ الیاس[1] ہے

[1] شہر کے ایک نعت خواں کا نام

رحمتِ عالمیں، شافعِ مذنبیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں
مرحبا مرحبا آفریں، آفریں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

نام احمدؐ بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے، بس محبت مجھے اُنؐ سے بے حد بھی ہے
اُنؐ کا ثانی نہیں، دو جہاں میں کہیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

سرخ رخسار ہیں، زلفیں خمدار ہیں، آپؐ کے عشق میں ہم گرفتار ہیں
ہے فقط آپؐ ہی دلنشیں، دلنشیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

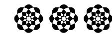
ابروقوسین ہیں، سرمگیں نین ہیں، آپؐ مومن کے دل کا سُکوں چین ہیں
شاہؐ کونین ہیں، خاتمؐ المرسلیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

نورِ سبحان ہیں، رب کی پہچان ہیں، گویا قران ہیں، میرا ایمان ہیں
تم پہ قربان ہیں، سب کے سب عاشقیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

حالِ غمناک کو، چشمِ نمناک کو، دامنِ چاک کو، پیکرِ خاک کو
کرکے اپنا اُنہیں، کرلیا ہمنشیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

اک صداقت کا رُخ، اک عدالت کا رخ، اک سخاوت کا رُخ، اک شجاعت کا رُخ
سب مثالی بنے آپؐ کے جانشیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں

ذکر خیرؐ البشر، لب پہ شام و سحر، پُرسکوں اس سے ہے، زندگی کا سفر
نادؔر اپنا وظیفہ ہے یہ بالیقیں، سیّدِ الاولیں، سیّدِ الآخریں



کونین کا گلشن ویراں تھا، رہتے تھے کبھی ہم خواروں میں
سرکارِؐ مدینہ کے صدقے، آئے ہیں حسیں گلزاروں میں

امّت کی ہدایت کی خاطر، مانگی تھی دُعائیں رو رو کر
اعلانِ نبوت سے پہلے، اک شمع جلائی غاروں میں

جو کوہِ صفاء کی رفعت سے، پیغام دیا تھا آقاؐ نے
جو لوگ بھی اس کو جھٹلائیں، دائم وہ جلیں انگاروں میں

انوارِ الٰہی کا مظہر، اوصافِ جمیلہ کا خوگر
اے نورِ ھُدیٰ اے شانِ خدا، ہے تیری چمک سیاروں میں

غزواتِ حنین و بدر میں جب، آقاؐ نے بندھائی اک ہمت
اللہ کا نعرہ گونج اٹھا، لہراتی ہوئی تلواروں میں

بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ، آنکھوں میں دلوں میں چھائے نبیؐ
اصحابِؓ نبیؐ میں سب سے سواء، تھا عشقِ نبیؐ اِن چاروں میں

جو شمع جلائی آقاؐ نے، جلتی ہی رہے گی آخر تک
گھر گھر میں سبھی بازاروں میں، شاہوں کے حسیں درباروں میں

اے رحمتِ عالمؐ، شاہِؐ امم، اے جانِ حرم، اے بابِ کرم
محشر میں خدارا رکھ لے بھرم، نادؔر ہے ترے بیماروں میں



(دکنی میں)

جام، وحدت کے پلائے ”رحمۃٌ للعالمیں“
زندگی کا رخ بتائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

علم کے موتی لُٹائے، جہل کے نقشے مٹائے
رب سے بندوں کو ملائے رحمۃ للعالمین

غافل انساں کو جگائے، قہرِ مولیٰ سے ڈرائے
راہِ دوزخ سے بچائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

اپنے مولیٰ کو منائے، اشک کے دریا بہائے
آگ دوزخ کی بجھائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

آگہی کا ذوق دے کر، نیکیوں کا شوق دے کر
رستہ جنت کا دکھائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

سنگ دل کو نرم کرکے، نورِ ایماں اس میں بھر کے
شمعِ قرآں کو جلائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

روح میں، دل میں، جہاں میں، اس جہاں کے ہر مکاں میں
پیار کی خوشبو بسائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

شاہ سے لیکر گدا تک، دے کے سب کے دل پہ دستک
حکمِ ربانی سنائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

بعضے دشمن مارے پتھر، کچھ چلائے دل پہ نشتر
زخم کھا کر مسکرائے ”رحمۃٌ للعالمیں“

جو غلام اُنؐ کا ہو نادؔر، بس خدا اس کا ہے ناصر
جس کے دل میں بھی سمائے ”رحمۃٌ للعالمیں“



ﷺ

پڑھتے ہیں دل سے بے حد، صَلِّ علیٰ محمدؐ
سَلِّم علیٰ محمدؐ، صَلِّ علیٰ محمدؐ

بے شک، خدا، فرشتے، بھیجے ہیں سب نے تحفے
قرآں ہے اس کا اشھد صَلِّ علیٰ محمدؐ

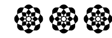
آنکھوں میں بس گیا ہے، دل میں سما گیا ہے
پُر نور سبز گنبد، صَلِّ علیٰ محمدؐ

کونین کے نظارے، دلکش ہوئے ہیں لیکن
میری نظر کی سرحد، صَلِّ علیٰ محمدؐ

اُن کی تجلّیوں سے معمور ہے لحد بھی
روشن ہوا ہے مرقد، صَلِّ علیٰ محمدؐ

جھگڑے کو دوستی میں، آقاؐ نے جب بدل کر
رکھا تھا سنگِ اسود، صَلِّ علیٰ محمدؐ

نادرؔ ہے رب کا بندہ، دل پر ہے اُس کے لکھا
بس ایک نامِ احمدؐ، صَلِّ علیٰ محمدؐ



بوقتِ میلادالنبیؐ

حلیمہؓ کے مقدر کا ستارہ جگمگاتا ہے
کہ جس کے دم سے ہر زرّہ چمکتا مسکراتا ہے

ندی میں تیرتی سب مچھلیاں ہونے لگیں رقصاں
ادب سے کعبہ پر بیٹھا کبوتر گنگناتا ہے

صبا کے نرم جھونکوں سے گلے ملتے شجر سارے
ہری شاخوں سے چمٹا ہر پرندہ چہچہاتا ہے

سنہری کرنوں سے سورج نے بھی صَلِّ علیٰ لکّھا
قمر قربان ہونے کو ابھی سے تلملاتا ہے

درودِ پاک پڑھتی ہے اداء سے شہد کی مکھی
تو اپنے دل میں جگنو پیار کا دیپک جلاتا ہے

گرے تسبیح کے دانوں کی صورت آبشارِ اشک
خوشی میں آسماں کا ہر ستارہ جھلملاتا ہے

چمن میں مور رقصاں ہے، سُریلی راگ میں بلبل
مسلسل مرحبا صلِّ علیٰ کا نغمہ گاتا ہے

ہوئی تعریف میں مصروف جالا بنتی اک مکڑی
حراء و ثور کا گوشہ اُنہیں سے فیض پاتا ہے

مشارق میں، مغارب میں، خوشی کے جھنڈے لہرائے
جہاں گویا اُسی کی راہ میں آنکھیں بچھاتا ہے

نوید آمد کی دی اُس کی، خدا نے اور رسولوں نے
درود اُس پر، سلام اُس پر جو ٹوٹے دل ملاتا ہے

پیمبرؑ بھی، فرشتے بھی، سلامی دینے آتے ہیں
عقیدت اور محبت کا نظارہ دل کو بھاتا ہے

خوشی میں مریمؑ و حوّاؑ مبارکباد دیتے ہیں
گلستاں، آمنہ بیؓ کا مہکتا لہلہاتا ہے

جہاں میں آمنہؓ کے لال کی آمد کی ہے برکت
چراغِ ظلم، دنیا میں اچانک ٹمٹماتا ہے

ہزاروں سال کا آتش کدہ آخر ہوا ٹھنڈا
گرے کنگورے سب، ایوانِ کسریٰ لڑکھڑاتا ہے

بنی آدم کے دل جس کی حکومت سے لرزتے تھے
وہی قیصر، حصاروں میں بھی رہ کر کپکپاتا ہے

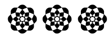
حرم میں رکھے بُت سارے، گرے تھے منہ کے بل اوندھے
قدم باطل کا کس درجہ زمیں پر ڈگمگاتا ہے

ضلالت اور جہالت ہوگئی کافور دنیا سے
جہانِ کفر و شرک اسلام کے رستہ پہ آتا ہے

ہوئے تثلیث کے قائل بھی بڑھ کر حق پہ اب مائل
یہودستان کا عالم درِ حق کھٹکھٹاتا ہے

نظارا اس کی آمد پر جہاں کا مختصر یہ تھا
دو عالم جھوم اٹھے میرا نبیؐ تشریف لاتا ہے

یہی ایماں کی شوکت ہے، یہی ایماں کی راحت بھی
جدائی میں دلِ نادر تڑپتا، بلبلاتا ہے



طرحی

تنویرِ کبریاء ہے محمدؐ کا مرتبہ
منشائے ربّنا ہے محمدؐ کا مرتبہ

یٰسٓ کے معانی یا طٰہٰ کا ترجمہ
قرآں کا آئینہ ہے محمدؐ کا مرتبہ

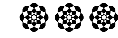
سارے بشر، فرشتے، پیمبرؑ، کسی پہ بھی
پورا نہیں کُھلا ہے محمدؐ کا مرتبہ

معراج کا یہ واقعہ انساں کے فہم میں
رازوں کا سلسلہ ہے محمدؐ کا مرتبہ

دیکھو اذاں میں بھی ہے نامِ خدا کے ساتھ
رِفعت کی انتہاء ہے محمدؐ کا مرتبہ

پروردگار نے ہمیں ''لَا تَرۡفَعُوۡا'' کہا
بے شک وہ جانتا ہے محمدؐ کا مرتبہ

نادرؔ عقیدہ اپنا ہے بے شک خدا کے بعد
کونین میں بڑا ہے محمدؐ کا مرتبہ





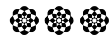
آرزو ہے یہ دل میں، بار بار جائیں گے، ہم مدینے جائیں گے
پھول چُن کے الفت کے، راہوں کو سجائیں گے، ہم مدینے جائیں گے

گلشنِ مدینہ کے، چوم لیں گے ہر گُل کو اور سنہری جالی کو
خاکِ پائے اقدس کو، آنکھوں میں لگائیں گے، ہم مدینے جائیں گے

رنج سارے مٹ جائیں، دل سکون پا جائے، ایسا لمحہ آ جائے
دُکھڑا اپنا رو رو کر، اُن کو پھر سنائیں گے، ہم مدینے جائیں گے

سرورِ دو عالم کی بارگاہِ عالی میں، جائیں گے بہر صورت
نعت گنگنائیں گے، پیار سے منائیں گے، ہم مدینے جائیں گے

غور سے سنیں مسلم، ہو فقیر یا حاکم، عشقِ مصطفیٰؐ لازم
اس جہان میں نادرؔ سب کو یہ بتائیں گے، ہم مدینے جائیں گے



ﷺ

اے رونقِ بزمِ ارض و سماء، اے شانِ رسالت کیا کہیئے
محبوبِ خدا، مطلوبِ ازل، سرتاجِ خلافت کیا کہیئے

معراج کی رات کو اقصیٰ میں، آدمؑ سے تھے عیسیٰؑ تک مُرسَل
اس اعلیٰ جماعت میں میرے، آقاؐ کی امامت کیا کہیئے

جب رات میں اٹھ کر میرے نبیؐ، قرآں کی تلاوت کرتے تھے
دشمن بھی سنا کرتے چھپ کر، اندازِ تلاوت کیا کہیئے

ہجرت کی شب میں آقاؐ کے، دشمن بھی کھڑے تھے چاروں طرف
جب کنکر، مکڑی، کبوتر سے رب نے کی حفاظت کہا کہیئے

آقاؐ کے مقابل جب آئے، سو مرد کی طاقت والے بھی
سو بار گرے اک جھٹکے میں، آقاؐ کی وہ طاقت کیا کہیئے

ہم نقش نبیؐ پر چلتے رہیں اور روزِ جزاء کا غم نہ کریں
کردیں گے شفیعِ محشر جب، ہم سب کی شفاعت کیا کہیئے

اب لوگ ہماری محفل میں، کہتے ہیں یہ نعتِ نبیؐ سُن کر
الیاس[1] کی قسمت کیا کہیئے، نادؔر کی بھی نسبت کیا کہیئے

❁❁❁

[1] ایک نعت خواں کا نام

دکنی میں

خدا ہے شاہد، صفا پہ چڑھ کر، ہمیں پکارے، نبیؐ ہمارے
ہماری صورت، ہماری سیرت، بہت نکھارے نبیؐ ہمارے

جلایا دل میں چراغِ ایماں، سنایا سب کو پیامِ قرآں
خلوصِ دل سے عمل پہ سب کو، سدا ابھارے، نبیؐ ہمارے

گنہ کے طوفاں میں پھنس گئے تھے، ہوس کے دلدل میں دھنس گئے تھے
تو اس کے منہ سے نکال کر پھر، ہمیں سنوارے، نبیؐ ہمارے

جہاں میں اک دن چمکتا سورج، غروب ہوکر پلٹ کر آیا
یہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا جب، کئے اشارے نبیؐ ہمارے

درخت سارے سلام کرتے، پہاڑ اُن سے کلام کرتے
خدا کے رستے میں جب نکلتے، خدا کے پیارے، نبیؐ ہمارے

حبیب وہ ہیں، طبیب وہ ہیں، ہمارے دل کے قریب وہ ہیں
نذیر نادؔر، وہی ہیں رہبر، نبیؐ ہمارے، نبیؐ ہمارے

❁❁❁

صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے بھر میں جو ہر دم فضاء سہانی ہے
یہ سب حضورؐ کی آمد کی مہربانی ہے

کلیمؑ کے لیے فرمانِ لَن تَرانی ہے
حضورؐ کے لیے منشائے مَن رَانِی ہے

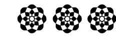
اگر ہے کعبۂ اطہر جلال کا مرکز
تو پھر جمال کی طیبہ ہی راجدھانی ہے

بس اک حضورؐ کے نقشِ قدم کی برکت سے
بڑے سکون میں آج اپنی زندگانی ہے

درِ رسولؐ سے لپٹے ہوئے ہیں جب سے ہم
نظر میں نور ہے اور دل میں شادمانی ہے

حضورؐ جس کے مکاں میں رہے شبِ اسریٰ
سعادتیں ملیں جس کو، وہ اُمِّ ہانیؓ ہے

یقیں سے کہتا ہوں، دونوں جہاں میں اے نادرؔ
نبیؐ کے چاہنے والوں کی کامرانی ہے



صلی اللہ علیہ وسلم

کامیاب زندگی، زندگی نبیؐ سے ہے
زندگی کی ہر خوشی، ہر خوشی نبیؐ سے ہے

آفتاب کی چمک، ماہتاب کی دمک
چاند کی یہ چاندنی، چاندنی نبیؐ سے ہے

گلستانِ انبیاءؑ، گلستانِ اولیاءؒ
ہر چمن میں تازگی، تازگی نبیؐ سے ہے

سب عجم کی رفعتیں، سب عرب کی عظمتیں
دو جہاں میں روشنی، روشنی نبیؐ سے ہے

دل، زبان، جسم و جاں کی سبھی عبادتیں
ساری شانِ بندگی، بندگی نبیؐ سے ہے

حمد ہو کہ نعت ہو یا عمل کی بات ہو
ہر اداء میں دلکشی، دلکشی نبیؐ سے ہے

مُفتیوں کے پاس بھی، صُوفیوں کے پاس بھی
علمِ حق کی آگہی، آگہی نبیؐ سے ہے

ہرِ سخن کی انجمن، فکر و فن کے پیرہن
نادرؔ اپنی شاعری، شاعری نبیؐ سے ہے



ﷺ

پیشِ نظر سدا مِرے پیارے نبیؐ رہے
سانسوں میں میری نعت کی خوشبو بسی رہے

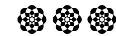
اصحابؓ مصطفیٰؐ کی طرح زندگی رہے
دامن، نبیؐ کا تھام کے امّت جمی رہے

جنت میں میرے روبرو، منظر یہی رہے
ہر دم مِرے حضورؐ کی محفل سجی رہے

دونوں جہاں کی نعمتیں مل جائیں گی ضرور
چوکھٹ سے اُنؐ کی جب ہمیں وابستگی رہے

دل کے چراغ جل اٹھیں یادِ نبیؐ کے ساتھ
ہر سو نبیؐ کے نام کی بس روشنی رہے

نادرؔ نبیؐ کو چاہنے والوں کے ساتھ ہی
الفت کا ہے تقاضہ مِری دوستی رہے



غیر منقوط

صدائے الٰہی، صدائے محمدؐ
مسلسل ہے ہر سو، لِوائے محمد

رسولِ مکرم وہ سردارِ عالم
مکمل ھُدیٰ ہے ادائے محمدؐ

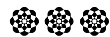
سدا آگہی کا مِلا ہم کو ساماں
گماں سے سواء ہے عطائے محمدؐ

دُلارا ہے مولیٰ کا، حامی ہمارا
دکھاؤ اے لوگو، سوائے محمدؐ

الم اور ڈر ہوگا ہر دم مسلط
وہاں ہوگی ماویٰ، ردائے محمدؐ

رسولوں سے ملکر گئے لوگ سارے
مگر کام آئی دُعائے محمدؐ

گدائی ہی اصل رسائی ہے لوگو
سدا کامراں ہے گدائے محمدؐ



صلی اللہ علیہ وسلم

یوں تو ہیں لاکھ منظر جہاں میں مگر، سبز گنبدؐ کے منظر کی کیا بات ہے
جس سے دونوں جہاں میں اجالا ہوا، آپؐ کے روئے انور کی کیا بات ہے

جگمگاتے صحابہؓ کے حلقے میں جب، جلوہ گر ہوتے آقاؐ تو نقشہ یہ تھا
جھلملاتے ستاروں کی اس بزم میں، ایک ماہِ منور کی کیا بات ہے

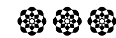
کیوں نہ ہو جائیں قربان الماس سب، کیوں نہ شیدا ہوں جس پر زمرد سبھی
آپؐ کی نرم انگلی سے چمٹی ہوئی، اک انگوٹھی کے پتھر کی کیا بات ہے

رشک کرتے ہیں اطلس بھی ریشم بھی پھر، ناز کرتے ہوئے گویا ہیں دم بہ دم
ایک دھاگے کے صدقے میں سب جڑ گئے، آپؐ کی پیاری چادر کی کیا بات ہے

اپنے بستر پہ آقاؐ نے ہجرت کی شب، خود سلایا علیؓ کو بڑے پیار سے
چین کی نیند پا کر علیؓ نے کہا، میرے آقا کے بستر کی کیا بات ہے

جن کے صدقے ہمیں نورِ ایماں ملا، جن کی برکت سے رستہ عمل کا کھلا
جن کی رحمت سے شفقت کا دفتر کھلا، ربِّ اکبر کے دلبر کی کیا بات ہے

غم کے حالات آئیں تو ثابت رہو، اور زباں سے بس اتنا ہی نادرؔ کہو
جو بھی آقاؐ کی سنت کا شیدائی ہو، اس کے روشن مقدر کی کیا بات ہے



صلی اللہ علیہ وسلم

تم شمعِ حق ہو اور میں پروانہ لطف یہ ہے
عشقِ نبیؐ میں جینا، مرجانا لطف یہ ہے

صَلِّ علیٰ کے تحفوں کے ساتھ ساتھ اب ہم
لائے ہیں آنسوؤں کا نذرانہ لطف یہ ہے

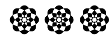
دانشوروں کی عقلیں، حیرت زدہ ہیں جس پر
سب پر ہے بھاری تیرا دیوانہ لطف یہ ہے

مولیٰ کا نام لیجے، ایماں کا جام پی جے
کب سے کُھلا ہے حق کا مئے خانہ لطف یہ ہے

بے مثل ہے کمالِ انوار، مصطفےٰؐ کا
ویران زندگی کو چمکانا لطف یہ ہے

توحید کے اجالے حضرتؐ کے ساتھ آئے
اجڑا ہوا ہے جب سے بتخانہ لطف یہ ہے

سارے جہاں کے سرور، بے شک وہی ہیں پھر بھی
نادرؔ کے دل میں جلوہ فرمانا لطف یہ ہے



ﷺ

تصور میں آقاؐ چمکتے رہیں گے
محبت کے گُل بھی مہکتے رہیں گے

ترِیؐ یاد سے دل دھڑکتے رہیں گے
جدائی میں عاشق سسکتے رہیں گے

عقیدت کے ساغر ہیں تسنیم و کوثر
ترِےؐ صدقے سب ہی چھلکتے رہیں گے

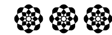
زیارت کی جب بھی تمنا بڑھے گی
حجابات سارے سرکتے رہیں گے

سخاوت کی سنت کو زندہ کریں ہم
فقیروں کو کب تک جھڑکتے رہیں گے

محمدؐ کے نقش قدم پر ہی چلنا
جو اس سے ہٹیں گے، بھٹکتے رہیں گے

صحابہؓ سا اپنا بھی ہو عشق نادؔر
ستاروں کی صورت دمکتے رہیں گے

❁❁❁



ﷺ

ہماری آہ کا ہوگا اثر کبھی نہ کبھی
کریں گے طیبہ کا ہم بھی سفر کبھی نہ کبھی

درِ حبیبؐ پہ زائر وہی تو جائیں گے
پڑی تھی جن پہ کرم کی نظر کبھی نہ کبھی

خدا کے فضل کی اُمّید ہے میں دیکھوں گا
ضرور گنبدِ خیرؐ البشر کبھی نہ کبھی

ہمارے حق میں تو طیبہ ہے اک شفاء خانہ
دکھائیں گے اُنہیں زخمِ جگر کبھی نہ کبھی

رسولِ پاکؐ کے نقشِ قدم پہ جو بھی چلیں
خدا کے ہوں گے وہ پیشِ نظر کبھی نہ کبھی

نبیؐ کی راہ میں جب کلفتوں سے گزرو گے
ملیں گے ان کے بھی تم کو ثمر کبھی نہ کبھی

جہاں کے رنج سے گھبرانا چھوڑ دے نادؔر
مٹیں گی ظلمتیں ہوگی سحر کبھی نہ کبھی

❁❁❁



﴾تمام تر مطلعوں پر مشتمل﴿

دل کو بھی جاں کو بھی اُنؐ پہ وار
اس طرح زندگی کو سنوار

آئی عشقِ نبیؐ سے بہار
سوکھے چہروں پہ بھی ہے نکھار

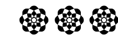
سارے اصحابؓ تھے جانثار
آج بھی ساتھ ہیں یارِ غار

ہجرِ احمدؐ میں ہیں اشکبار
اُنؐ کے جلووں کے ہونگے شکار

ہے اذاں میں بھی اُنؐ کی پکار
دیکھئے شانِ پروردگار

پہلے غم سے تھا میں تارتار
عشقِ شہہؐ سے ہوں اب شاہکار

خودکو عشقِ نبیؐ پر اُبھار
نادؔر آئے گا دل کو قرار





ہماری فکر و نظر کی دنیا نبیؐ کے دم سے چمک رہی ہے
جہاں کے پھولوں میں تازہ تازہ، سہانی خوشبو مہک رہی ہے

غموں کی حالت بتائیں کس کو؟ یہ دل کی دھڑکن سنائیں کس کو؟
نبیؐ کی فرقت میں زندگانی، سِسک رہی ہے بِلک رہی ہے

گناہوں کے داغ دھبّے سارے، نہیں رہیں گے کہیں بھی اپنے
نبیؐ کی چاہت کی دل میں آتش، سلگ رہی ہے بھڑک رہی ہے

یہودیت ہو کہ دھریت ہو، نصاریٰ ہو یا مجوسیت ہو
نبیؐ کی امت میں ہو کے شامل، نبیؐ کی رہ سے بھٹک رہی ہے

سمندروں میں بھی ڈالے گھوڑے، غلام آقاؐ کے تھے مثالی
پریشاں اس سے ہوئے ہیں دشمن، شکست ان کو کھٹک رہی ہے

خدا کے لطف و عطاء سے ہردم، حضورؐ دل میں سما گئے ہیں
خرد کی دولت بھی بےخودی بھی، نبیؐ کی جانب لپک رہی ہے

زباں سے اپنی یہ کہہ رہے ہیں، ہماری نعتوں کو سننے والے
قلم سے تیرے نذیر نادؔر، نبیؐ کی الفت چھلک رہی ہے





آپؐ کی ہو جو نوازش تو مزہ آجائے
ہم پہ ہو پیار کی بارش تو مزہ آجائے

ہے ازل سے یہ تمنا کہ مدینہ دیکھیں
پوری ہوجائے یہ خواہش تو مزہ آجائے

راہِ طیبہ میں رکاوٹ نہیں بس اس کے سواء
''دوست'' بن جائے یہ ''گردش'' تو مزہ آجائے

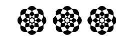
ہم گنہگاروں کی اے شاہِؐ امم حشر کے دن
آپؐ فرمائیں سفارش تو مزہ آجائے

ہو اگر خُلد کے منظر میں مِرے ساتھ کبھی
حُسنِ احمدؐ کی نمائش تو مزہ آجائے

آپؐ کے عشق میں تڑپوں تو تڑپتا ہی رہوں
اس طرح پوری ہو کاوش تو مزہ آجائے

لوگ دیں داد تو کیا فائدہ ہے ناؔدر کا
آپؐ کردیں جو ستائش تو مزہ آجائے

❁❁❁





حق تعالیٰ کا جو محبوبؐ ہوا خوب ہوا
دو جہانوں کو بھی مطلوب ہوا خوب ہوا

نامِ احمدؐ کی بلندی کی کوئی حد ہی نہیں
عرشِ اعظم کو بھی مرغوب ہوا خوب ہوا

روبرو ہوتے اگر، دیکھ نہ سکتا تھا کوئی
آپؐ کا حُسن جو محجوب ہوا، خوب ہوا

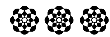
ہو سمندر بھی تو بجھتی نہیں اب پیاس مِری
جامِ عشقِ نبیؐ مشروب ہوا، خوب ہوا

ہم گنہگار بھی تو، آپؐ کے کہلاتے ہیں
نام بس آپؐ سے منسوب ہوا، خوب ہوا

راہِ سنت پہ قدم رکھ کے ہوا ہوں مصلوب
راہِ بدعت سے جو مسلوب ہوا، خوب ہوا

آپؐ کے در کی گدائی بھی ہے صد رشکِ جنوں
ناؔدر اس راہ میں جاروب ہوا، خوب ہوا

❁❁❁



ﷺ

اُنؐ کا فیضِ خاص و عامی منفرد
اُنؐ کے در کی ہے غلامی منفرد

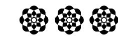
سارے عالم کا یہی کہنا ہے اب
ہے محمدؐ نامِ نامی منفرد

عرشِ اعظم پر خدا کے روبرو
آپؐ کی تھی ہمکلامی منفرد

سارے نبیوں سے زیادہ آپؐ کو
رب نے بھیجی ہے سلامی منفرد

جلوۂ حق ہے سمندر اپنی جا
دید کی ہے تشنہ کامی منفرد

نادر اب ٹوٹے نہ یہ رشتہ کبھی
رشتہ اُنؐ سے ہے دوامی منفرد



ﷺ

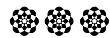
جب یاد آئی آپؐ کی آنسو نکل پڑے
جیسے اندھیری رات میں جگنو نکل پڑے

اُمِّ سُلیمؓ شہہؐ کے پسینے پہ کہہ پڑیں
اس سے رسولِ پاک کی خوشبو نکل پڑے

ساری حسیں زبانوں کا گلدستہ بن کے پھر
نعتِ نبیؐ کے واسطے ''اردو'' نکل پڑے

منشاء خدا کا ہوتا تھا آواز آپؐ کی
سن کر ہر ایک شخص کے آنسو نکل پڑے

منزل ملے گی تجھ کو بھی، مقصد بھی پائے گا
نادؔر نبیؐ کی راہ میں جب تو نکل پڑے



معراجِ شریف

دیکھئے نقشِ پائے نبیؐ کی چمک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک
ہے سماں نور کا از زمیں تا فلک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

شاہِؐ معراج تشریف لانے لگے، جبرئیلِ اَمیں پَر بچھانے لگے
گنگنانے لگی برق کی ہر دھمک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

بیت الاقدس کے سارے ہی گلزار میں، جھوم اٹھے انبیاءؑ شوقِ دیدار میں
منتظر تھے سبھی دیکھنے اک جھلک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

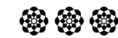
وہ عرب اور عجم کے بھی سلطان ہیں، رَبِّ اکبر کے جو آج مہمان ہیں
ہیں فدا جن و انسان و حور و مَلَک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

سدرہ کا اور رَفْرَف کا ہر مرحلہ، قابَ قوسین سے بھی تھا کم فاصلہ
گلستانِ خدا میں نبیؐ کی مہک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

جب نبیؐ نے کہا سب خدا پر فدا، تو خدا نے کہا، ہو سلام آپ پر
''اَلتَّحِیَّاتُ'' میں ہے اسی کی کسک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

جوں ہی موسیٰؑ نے دیکھا جمالِ نبیؐ، دیکھتے ہی رہے چھا گئی بے خودی
کیونکہ تھی سامنے طور کی اک دمک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک

جن کے صدقے نمازوں کا تحفہ ملا، نادؔراں کی اطاعت کا ہے سلسلہ
جشنِ معراج کی یادگار آج تک، عرش سے فرش تک فرش سے عرش تک



معراج النبیؐ

عرشِ اعظم پہ نبیؐ کے ہیں قدم آج کی رات
ہم گنہگاروں کا رکھا ہے بھرم آج کی رات

اُمّ ہانیؓ کے گھر آئے تھے یہی روحِ امیںؑ
پاؤں سہلانے لگے آن کے پھر اُنؐ کے قریں
منتظر آپ کا بُرّاق بھی تھا پاس وہیں
تھا سماں تا بہ فلک نور ہی کا قلب نشیں
جگمگاتے رہے ذرّاتِ حرم آج کی رات

صحنِ اقصیٰ میں قدم رکھے تھے جب پیارے نبیؐ
شوقِ دیدار میں مضطر تھے وہاں سارے نبیؐ
اُن میں اک چاند تھے آپؐ اور تھے سب تارے نبیؐ
جو امام آپؐ ہوئے، مقتدی تھے سارے نبیؐ
یہ نظارہ بھی ہوا رشکِ ارم آج کی رات

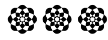
اپنے مولیٰ کی طرف آپؐ چلے آج کی شب
حق کے انوار میں بھی آپؐ ڈھلے آج کی شب
سدرہ سے روح الامیں کہہ کے ٹلے آج کی شب
میں بڑھوں آگے تو پر میرے جلے آج کی شب
اس سے اور آگے گئے شاہِ اُمم آج کی رات

قابہ قوسین کی منزل سے بھی آگے تھے نبیؐ
ربِّ اکبر کے وہاں جلوؤں کی محفل تھی سجی
اُدۡنُ مِــــنِــــیّ کی صدا آتی رہی آتی رہی
عشق کے راز کی دنیا کو خبر ہو نہ سکی
رقص کرتے ہی رہے لوح و قلم آج کی رات

سر پہ محبوبؐ کے پہنایا تھا اکرام کا تاج
نسبتِ حق کی بدولت ہوا ہم سب کا علاج
مغفرت بھی ہوئی امت کے گنہگاروں کی آج
ہوگیا خُلد بریں میں بھی وفاداروں کا راج
حق تعالیٰ کا کھلا بابِ کرم آج کی رات

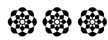
رب نے تحفہ بھی دیا پانچ نمازوں کا ہمیں
صدقِ دل سے اُسے ہم نعمتِ عظمیٰ ہی کہیں
عشقِ احمدؐ کے تقاضوں پہ عمل خوب کریں
جان کر حکمِ خدا ہم بھی اُسی دھن میں رہیں
عزم و ہمت کا اُٹھاتے ہیں علم آج کی رات

کر کے معراج کی تصدیق وہ صدیقؓ ہوئے
جو بھی منکر ہوئے اس کے وہیں زندیق ہوئے
نادؔر اقرار کے ہی صاحبِ توفیق ہوئے
ہم اس عرفان کے ہی واسطے تخلیق ہوئے
مٹ گئے اپنے سبھی رنج و الم آج کی رات



صلی اللہ علیہ وسلم

کعبے میں ہم نے رب کا ہر سو جلال دیکھا
شہرِ نبیؐ میں پھیلا نورِ جمال دیکھا
بابِ حرم کو تھامے، روتے تھے سارے حاجی اکثر
روضے کے پاس بھی اک ایسا ہی حال دیکھا
اللہ کا وہ گھر ہے اور یہ نبیؐ کا در ہے
نادؔر نے رحمتوں کا دو جا کمال دیکھا



ﷺ

بہتے اشکوں سے یہ دُعا مانگو
اب مدینے کی تم فضا مانگو

دونوں عالم میں سرخرو ہونے
عشقِ محبوبِؐ کبریا مانگو

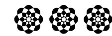
جو تھا حضرت بلالؓ میں جذبہ
تم تڑپ کر وہی ادا مانگو

ہجر میں تم اُویسِ قرنیؒ سی
بے قراری کی انتہا مانگو

سرمہ آنکھوں میں ڈالنے کے لئے
خاکِ نعلینِ مصطفیٰؐ مانگو

حشر کی سخت دھوپ سے بچنے
کالی کملی کا آسرا مانگو

صدقِ دل سے نبیؐ کے کہنے پر
نادرؔ اللہ کی رِضا مانگو



ﷺ

کبھی آسماں کبھی کہکشاں کی طرح بناتی سراب کو
رہِ مصطفیٰؐ کی تجلّیوں سے ملی جِلا مِرے خواب کو

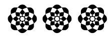
نہ ہے آفتاب میں وہ چمک، نہ ہے ماہتاب میں وہ دمک
جو چمک نبیؐ کے ہے حُسن میں دی اُسی نے مات شہاب کو

جو مہک نبیؐ کے پسینے میں تھی اسی کا سب یہ طفیل ہے
بوئے مشک، بوئے ختن کو بھی دی مہک اُسی نے گلاب کو

تھا نشہ صحابہؓ کی آنکھوں میں وہ حبیبِؐ پاک کے عشق کا
جو کیا اشارہ حبیبؐ نے تو وہیں پہ پھینکا شراب کو

جو بھی دل ہو دل سے جہاں میں عشقِ محمدیؐ سے بھرا ہوا
وہ مسرتوں سے چمک اٹھا، وہیں پایا اجر و ثواب کو

یہ خدا کا مجھ پہ کرم ہوا، میں غلام شاہِؐ امم ہوا
کہ نذیر نادرؔ حق طلب نے پڑھا خدا کی کتاب کو



سلام بحضورِ خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم

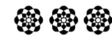
اے شاہِ دین و دنیا خیرالانام آقاؐ
ہم دُکھ بھرے دلوں کا، لے لو سلام آقاؐ

آنکھوں کا نور تم ہو، دل کا سرور تم ہو
بعداز خدا یقیناً، میرے حضور تم ہو
اونچائیاں ہوئی ہیں تم پر تمام آقاؐ
ہم دکھ بھرے دل کا لے لو سلام آقاؐ

کتنے ہیں غم کے مارے، کتنے ہیں دل سے ہارے
پھر بھی ہیں پیارے پیارے، عاشق جو ہیں تمہارے
رونق تمہارے دم سے، ہے صبح و شام آقاؐ
ہم دکھ بھرے دلوں کا لے لو سلام آقاؐ

ظالم ہے ساری دنیا، مظلوم ہیں مسلماں
کر کے بھی حکمرانی، محکوم ہیں مسلماں
خود ہی سے لے رہے ہیں ہم انتقام آقاؐ
ہم دکھ بھرے دلوں کا لے لو سلام آقاؐ

اس زندگی کا مقصد، ہو عشق تم سے بے حد
عشقِ نبیؐ میں بہہ کر اشکوں نے لکھا احمدؐ
ایسے دِوانوں میں ہے نادؔر غلام آقاؐ
ہم دکھ بھرے دلوں کا، لے لو سلام آقاؐ



سلام بخدمتِ عالی مقام صلی اللہ علیہ وسلم

حاجیو! کہنا مدینے کے اجالوں کو سلام
سبز گنبدؐ کی زیارت کرنے والوں کو سلام

شاہؐ کے ایمن ہیں صدیقؓ اور ایسر ہیں عمرؓ
دل سے جاں سے عرض کرنا اُن جیالوں کو سلام

وہ سنہری جالیاں وہ سبز گنبدؐ کا سماں
بادۂ وحدت کی محفل کے پیالوں کو سلام

مسجد و محراب و منبرؐ، صحن و مینار و کمان
نور سے معمور اِن سب بے مثالوں کو سلام

جن و انساں، حور و غلماں، جاندار و بے زباں
اُنؐ سے نسبت رکھنے والے سب حوالوں کو سلام

جس کی ساری فکر وفن، ہر سوچ میں سرکارؐ ہیں
اُس کے ذہن و دل میں روشن سب خیالوں کو سلام

شمعِ عشقِ مصطفیٰؐ جن کے بھی نادؔر دل میں ہے
اُن شریفوں، نیک بختوں، خوش خصالوں کو سلام



دینی نظمیں

''کعبة اللہ شریف''زاد اللہ شرفاً و عظماً

جلوہ گاہِ انوارِ کبریاء یہ کعبہ ہے
اولین وحدت کا سلسلہ یہ کعبہ ہے

اِس جہان سے پہلے، جس جگہ بھنور اُبھرا
آج شان وشوکت سے اُس جگہ یہ کعبہ ہے

پہلے تو فرشتوں سے، بعد ابو البشر سے، پھر
نیک باپ، بیٹے سے جو بنا، یہ کعبہ ہے

اس کی خاک شامل ہے، خاکِ آدمیّت میں
نورِ دینِ فطرت کا ماجرا، یہ کعبہ ہے

آ کے نوحؑ کی کشتی نے کیا طواف اس کا
بے زبان کشتی کا آسرا، یہ کعبہ ہے

اپنے طفل کو لے کر، ہاجرہؓ یہاں آئی
بے مثال یادوں کا معرکہ، یہ کعبہ ہے

حکم پر، پدر نے خود، کر دیا پسر قرباں
جذبۂ اطاعت کا واقعہ یہ کعبہ ہے

ابرہہ کے لشکر کا حال ہے ثبوت اس کا
اپنی عظمتوں کا خود آئینہ یہ کعبہ ہے

مصطفٰےؐ کی آمد بھی جس جگہ ہوئی لوگو!
مرکز ہدایت کی وہ جگہ یہ کعبہ ہے

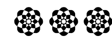
جھگڑا ختم کرکے پھر رکّھا سنگِ اسود کو
امن وعلم وحکمت کی اک بِنا یہ کعبہ ہے

درسِ حق دیا ہم کو، اس جگہ سے آقاؐ نے
تیرگی کے عالم میں، پُر ضیاء یہ کعبہ ہے

اونٹنی پہ آقاؐ نے کیں دعائیں رو روکر
رب کو بھی منانے کا راستہ یہ کعبہ ہے

لمحہ لمحہ تکبیریں، عشق کی ہیں تنویریں
ہیبتِ الٰہی کا اقتضاء یہ کعبہ ہے

دیکھتے ہی کعبے کو، ہوگئی دُعاء مقبول
نادؔر اس کی قدرت کی اک ادا یہ کعبہ ہے



مسجدِ قُرطُبَہ

یادگارِ زماں، مسجدِ قرطبہ
نور کی کہکشاں، مسجدِ قرطبہ

بعدِ حرمین و اقصیٰ کے یہ ہوگئی
بندگی کا نشاں، مسجدِ قرطبہ

اس کے مینار ومحراب ومِنبر سبھی
شاہکارِ جہاں، مسجدِ قرطبہ

اےستم ڈھانے والےسنبھل جا ذرا
ہے خدا کا مکاں، مسجدِ قرطبہ

ذِکر تیرا ہےمسلم کے لب پر سدا
یہ نہاں ہے کہاں، مسجدِ قرطبہ

اس کے بارے میں نادؔرہمیں ہےیقیں
ہے یہاں جاوداں، مسجدِ قرطبہ



بابری مسجد

کٹھن راہوں پہ چلتا کارواں ہے بابری مسجد
بڑے رنج و الم کی داستاں ہے بابری مسجد

یہاں کی سرزمیں سے کتنی یادیں تازہ رہتی ہیں
بزرگوں کے سلاطیں کا نشاں ہے بابری مسجد

مٹاؤ لاکھ تم لیکن، عقیدہ ہے یہ مسلم کا
جہاں کل تھی، ابھی تک بھی وہاں ہے بابری مسجد

اذانیں بھی، نمازیں بھی، عبادت بھی، دُعائیں بھی
سبھی کے ساتھ اب بھی ہم زباں ہے بابری مسجد

ہمارے دل کا غم بس چھ ڈسمبر تک نہیں محدود
ہر اک لمحہ دلوں میں جاوداں ہے بابری مسجد

سنو لوگو! وہ ٹوٹا گھر، بنائے گا، بسائے گا
خدائے لامکاں کا اک مکاں ہے بابری مسجد

ضرور انصاف ہی کی جیت ہوگی ایک دن نادؔر
مگر جب تک ہمارا امتحاں ہے بابری مسجد

❁❁❁

شبِ برأت

بارش جو بن کے برسے گی رحمت تمام رات
دِکھلائے گی کرشمے بھی قدرت تمام رات

اس رات کے طفیل میں ایماں کی بات ہے
آنکھوں میں پھرتی ہی رہی جنت تمام رات

یادِ خدا میں، روئے ہیں، تڑپے ہیں اھلِ دل
زندہ ہوئی ہے سنتِ حضرتؐ تمام رات

ہر خیر و شر کا فیصلہ ہوتا ہے آج ہی
تقسیم ہوتی رہتی ہے نعمت تمام رات

مانگو تمہیں ملیں گی جہاں بھر کی نعمتیں
دیتا رہا فرشتہ شہادت تمام رات

آتش کی بازیوں میں، پٹاخوں کے شور میں
ضائع نہ کرنا تم یہ عبادت تمام رات

نادؔر خدا کے فضل کا فیضان عام ہے
ملتی ہے مغفرت کی بھی دولت تمام رات

❁❁❁

شبِ قدر

فلک پر جس کا چرچا ہے کروڑوں سے کہیں بہتر
زمیں پر اس کا نقشہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

ہدایت کا جہاں بھی ہے، تلاوت کا سماں بھی ہے
عیاں حق کا ہی جلوہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

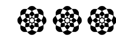
ہوا قران نازل اس مہینے کی اسی شب میں
سنو، رب کا یہ تحفہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

خدا کی بھی عبادت کا، نبیؐ کی بھی اطاعت کا
مسلمانوں میں جذبہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

وفورِ شوق، آنکھیں نم، گدازِ دل، لیے ہر دم
ازل کا پہلا نغمہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

گناہوں پر بہا آنسو، تڑپ کر مانگ لے اب تو
بڑا انمول لمحہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر

غنیمت جان لے نادرؔ، ملے گی تجھ کو بھی منزل
خلوصِ دل کا سجدہ ہے کروڑوں سے کہیں بہتر



تراویح میں ''تکمیلِ قرآن'' کے موقع پر

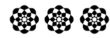
اللہ کا کرم ہوا احسان ہوگیا
تکمیل آج دورۂ قرآن ہوگیا

حافظ کے خاندان کے افراد کے لیے
بخشش کا مغفرت کا یہ سامان ہوگیا

پہنیں گے تاج حشر میں حافظ کے والدین
عقبیٰ میں ان کا مرتبہ ذیشان ہوگیا

قرآن کا ہو آئینہ جن کی بھی زندگی
جنت کا راستہ اُنہیں آسان ہوگیا

نادرؔ نبیؐ کا آج بھی زندہ ہے معجزہ
منکر بھی سُن کے اس کو مسلمان ہوگیا



رمضان المبارک

بندوں پہ ہے اک رحمتِ یزداں رَمَضاں میں
انعامِ خدا پر ہیں وہ فرحاں رَمَضاں میں

اس مَہ کی فضیلت کا تم اندازہ لگاؤ
اللہ نے نازل کیا قرآں رَمَضاں میں

رحمت بھی ہے، بخشش بھی ہے، دوزخ سے خَلاصی
جنت کا ہے رستہ بڑا آساں رَمَضاں میں

روزوں سے، تلاوت سے، تراویح سے ہر دم
بڑھتی ہی رہی طاقتِ ایماں رَمَضاں میں

سحری کا سماں ہو کہ ہو افطار کا منظر
دل سب کے ہوئے جاتے ہیں شاداں رَمَضاں میں

ہاں، اھلِ سخاوت کا مہینہ ہے یہ لوگو!
ہوتے ہیں سبھی مائلِ احساں رَمَضاں میں

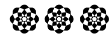
افطار کے اوقات میں کرتے ہیں دُعائیں
مقصد کو وہ پالیں گے مسلماں رَمَضاں میں

ہر ایک عبادت کا جدا گانہ مزہ ہے
توفیق ہوئی جس کو، ہے نازاں رَمَضاں میں

یہ بھی مِرے مولیٰ کی عنایت ہے کرم ہے
محبوس کئے جاتے ہیں شیطاں رَمَضاں میں

اس ماہ میں اک شب ہے بہت افضل و اعلیٰ
راتوں میں یہی رات ہے ذیشاں رَمَضاں میں

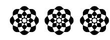
روزوں کے عوض میں تمہیں اللہ ملے گا
نادرؔ! ہے نبیؐ کا یہی فرماں رَمَضاں میں



”مانگ لے“

دل جلے، جاں جلے، اٹھ ذرا، دیکھ لے، ہے سماں، نور کا، مدّعا مانگ لے
دو جہاں میں ملیں گی تجھے راحتیں، غم نہ کر، چل ذرا، ہاتھ اُٹھا مانگ لے

مختصر زندگی کا بھروسہ نہیں، توبہ کرلے ابھی اور جھکادے جبیں
ربِّ اکبر تجھے، بخش دے گا مگر شرط ہے گڑگڑا کر دُعاء مانگ لے



عید کا دن

چمکے ہیں چہرے چاند کی ہی اطلاع پر
بعضے تو رو پڑے ہیں مقامِ وداع پر

آغوشِ عید ہے کہ نوید سحر ہے یہ
رقصاں ہوئے ہیں مل کے جو تھے انقطاع پر

بعدِ مصافحہ ہوا بڑھ کر معانقہ
ممنون ہو رہے ہیں سبھی انتفاع پر

باقی نہیں رہے گی کوئی دل میں دشمنی
ہمّت جُٹائی لوگوں نے اس انقلاع پر

عیدی ملی جو بچوں کو، نقشہ بدل گیا
مائل ہیں کھیل کود کی ہر اختراع پر

سب اُجلی ٹوپیوں سے کھچا کھچ ہے عیدگاہ
اھلِ وطن بھی جھوم اُٹھے اجتماع پر

''ہر شب[1]، شبِ برات ہے ہر روز، روزِ عید''
قائم رہیں نبیؐ کی اگر اتّباع پر

انمول وقت مِل گیا، نادؔر بھی کِھل گیا
نازاں ہوا ہے خیر کے مال و متاع پر

---

[1] بشکریہ غالبؔ

ہماری عید

(تمامتر مطلعوں پر مشتمل)

زندگی میں بندگی ہو تو ہماری عید ہے
رب سے ہر دم لَو لگی ہوتو ہماری عید ہے

نیکیوں کی زندگی ہوتو ہماری عید ہے
شاہؒ سے وابستگی ہوتو ہماری عید ہے

جامِ حق کی تشنگی ہوتو ہماری عید ہے
فکر میں تابندگی ہوتو ہماری عید ہے

دل سے ختمِ تیرگی ہوتو ہماری عید ہے
ہر قدم سنجیدگی ہوتو ہماری عید ہے

علم کی آسودگی ہوتو ہماری عید ہے
عشق کی دیوانگی ہوتو ہماری عید ہے

حرص سے بیگانگی ہوتو ہماری عید ہے
دور ہم سے گندگی ہوتو ہماری عید ہے

روح میں بالیدگی ہوتو ہماری عید ہے
دل میں نادؔر تازگی ہوتو ہماری عید ہے



مبارک باد

﴿حرمین شریفین جانے والوں کی خدمت میں ''تمام تر مقطعوں پر مشتمل''﴾

جو حج کا سفر کرنے والے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر
بدن پر جو احرام باندھے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر

طواف و وقوف و رَمی و سعی بھی، وہ اسود کا بوسہ، وہ آسودگی بھی
جو یہ سب عمل کرنے جاتے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر

مِنٰی کا سفر، ملتزم میں دُعائیں، وہ لبیّک کی بھی ہیں دلکش صدائیں
نصیب اپنا ایسا جو لائے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر

بہت احترام وعقیدت کی منزل، جہاں ہر قدم پر جُھکا جاتا ہے دل
مدینے کو جو لوگ جاتے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر

زیارت کی حج اور عمرے کی توفیق ساری خدا نے ہی بخشی ہے بے شک
جو حاجی و زائر بھی بنتے ہیں اُن کو ہماری طرف سے مبارک ہو نادؔر

❁❁❁

عظمتِ قربانی

بے مثل باپ، بیٹے کی ہیں یہ نشانیاں
قربانی دے کے پائی تھیں سب کامیابیاں

اللہ دے گا نیکی بھی ہر بال کے عوض
بے گنتی اس حساب سے ہوں گی یہ نیکیاں

قربانی میں نبیؐ نے بھی سو اونٹ دے کے پھر
بتلائی ہم کو قربِ الٰہی کی سیڑھیاں

ترسٹھ کا نحر دست سے آقاؐ نے جب کیا
گردن جھکا کے آئی تھیں اونٹوں کی جوڑیاں

قربانی کرنے والوں کے حق میں یہ جانور
محشر میں پُل صراط پہ ہوں گے سواریاں

مت بھولنا غریبوں کو محتاجوں کو کبھی
کرنا تم اُن پہ دل سے سدا مہربانیاں

نادؔر یہی ہے برکتِ قربانی دیکھئے
سیراب اس سے ہوتی ہیں ایماں کی کھیتیاں

❁❁❁

قربانی

﴿تمام تر مطلعوں پر مشتمل﴾

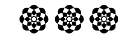
مقصدِ کارواں ہے قربانی
منزلِ جاوداں ہے قربانی

جادۂ امتحاں ہے قربانی
ضبطِ اشکِ رواں ہے قربانی

کرسیِ حکمراں ہے قربانی
گویا عیشِ جناں ہے قربانی

طاقتِ ناتواں ہے قربانی
جذبۂ بیکراں ہے قربانی

مرضیِ مہرباں ہے قربانی
ثروتِ پاسباں ہے قربانی



دعوتِ فکر

گھر کو ذکرِ رب سے تو آباد رکھ
دل کو عشقِ مصطفیٰؐ سے شاد رکھ

چھوڑ جانا ہے یہ دنیا ایک دن
اپنا دامن اس سے تو آزاد رکھ

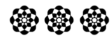
کر لے ناداں کچھ تو فکرِ آخرت
ایک دن مرنا ہے تجھ کو یاد رکھ

نفسِ امّارہ مقابل میں ہو گر
اس کی صورت کر کے تو برباد رکھ

تو برائی کی جگہ بزدل نہ بن
ہمّت اپنی اس جگہ جلّاد رکھ

ہو، ہوس کے جانور سے سامنا
صورت اپنی صورتِ صیّاد رکھ

تو بھی نادؔر بننا چاہے تو یہ سُن
اپنا جامؔی جیسا اک استاد رکھ



عزمِ عمل

بدلے ہوئے جہان میں تدبیر لے کے اٹھ
ہونٹوں پہ انقلاب کی تقریر لے کے اٹھ

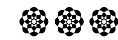
غفلت کی کالی کالی گھٹاؤں کے درمیاں
برقِ عمل کی ساتھ ہی تنویر لے کے اٹھ

قالب کے ساتھ قلب کی تسخیر کے لیے
خُلقِ حَسَن کی ہاتھ میں شمشیر لے کے اٹھ

انصاف اور عدل کی ہر گفتگو سے قبل
انسانیت کی عظمت و توقیر لے کے اٹھ

الفاظ کے پرے بھی معانی تلاش کر
احساس و احتساب کی تفسیر لے کے اٹھ

جذباتِ دل کو اپنے شرر بار کر سدا
بیمار قلب کے لیے اکسیر لے کے اٹھ



پند و نصیحت

بھلائی کی باتیں کیا کر ہمیشہ
برائی کی رہ سے بچا کر ہمیشہ

ہدایت خدا کی ہے یہ کتنی پیاری
تو محسن سے اپنے وفا کر ہمیشہ

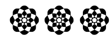
برائی کا بدلہ، بھلائی سے دے کر
نبیؐ کی یہ سنت ادا کر ہمیشہ

ستم کے اندھیروں کو نابود کردے
چراغِ محبت جَلا کر ہمیشہ

سیہ کاری توبہ، سیہ کاری توبہ
سُدھر جائیں سارے دُعا کر ہمیشہ

ہے کانٹے ہی کانٹے رہِ گلستاں میں
تو دامن بچا کر چلا کر ہمیشہ

پریشاں جو آئیں ترے در پہ نادرؔ
تو دل جوئی اُنکی، کیا کر ہمیشہ



مشورہ

شکاری جہاں میں ہیں صورت بدل کے
مِرے دوست رہنا، ذرا تو سنبھل کے

مسلسل شریروں کے جب ہو مقابل
شرافت کی حد سے نہ جانا نکل کے

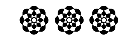
جو شرمندہ کرتے، ہیں ہم کو نظارے
لپکنا نہ ہرگز کبھی بھی مچل کے

مشقت سے پہلے نہیں ملتی راحت
ابھی اٹھ کہ میداں کُھلے ہیں عمل کے

ضروری ہے پشتے لگانا وگرنہ
گناہوں کے دریا بہیں گے اُبل کے

ہمیشہ چمکنا تو چاہے تو سُن لے
ملے گی یہ نعمت شریعت میں ڈھل کے

بہت ہی سکوں کی جگہ ہے یہ نادرؔ
درِ حق پہ آجا غموں سے نکل کے



''آگاہ ہو جاؤ'' ﴿جاپانی طوفاں کے پیشِ نظر﴾

طوفانِ تباہی سے مٹ جانے کے دن آئے
سونامی قیامت ہے بتلانے کے دن آئے

نیرنگیِ دنیا کی یہ کیسی علامت ہے
کاغذ کے گلابوں کے مرجھانے کے دن آئے

جدّت میں جو شدت ہے، فطرت سے بغاوت ہے
یہ عقل کے اَندھوں کو سمجھانے کے دن آئے

افراد ہیں سنجیدہ، حالات ہیں پیچیدہ
اخلاقِ نبیؐ کے گل، برسانے کے دن آئے

غفلت سے اٹھو جلدی، عبرت کی یہ منزل ہے
کرتوت پہ اپنے ہی شرمانے کے دن آئے

انجام سے بے پروا کچھ ایسے نظارے ہیں
عزّت کے لیے اب تو مر جانے کے دن آئے

احساس بھی زندہ ہے، توبہ کا کُھلا ہے در
مایوس نہ ہو اے دل سکھ پانے کے دن آئے

مخلوقِ خدا کو یہ پیغام سُنا نادرؔ
رستے پہ محمدؐ کے آجانے کے دن آئے



''اچھی صحبت'' ﴿بچوں کے لیے﴾

بچّو! رکھنا اچھی صحبت
سچّی صحبت، پکّی صحبت

نیکی کرنا، بد سے بچنا
بیہودہ ہے بد کی صحبت

دوزخ تک یہ لیجاتی ہے
چھوڑو بچّو، ''فلمی'' صحبت

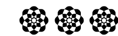
حد سے آگے مت جاؤ تم
پڑ جاتی ہے مہنگی صحبت

عزّت اس سے، راحت اس سے
کتنی پیاری دینی صحبت

اپنے دکّن میں کہتے ہیں
نکّو رکّھو لُچّی صحبت

پھر سے سُن لو پیارے بچّو!
چُن کر رکّھو اچھی صحبت

دل کو کُندن کرِدیتی ہے
دل والوں کی حقّی صحبت



اۓ نُورِستانِ[1] صوفیؒ[2]

سنگریزوں کو بھی موتی سا بنایا ہے
موتیوں کو چُن کے اک عالم سجایا ہے

خاک کو اس کی ثریّا تک رسائی دی
ارض کو اِسکی ادب سے جگمگایا ہے

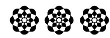
گُل صداقت کے کِھلائے اور وحدت کے
ایک ہی چھت کے تلے کیا کیا دِکھایا ہے

علم کیا ہے؟ عقل اُس جاکس کو کہتے ہیں؟
کھول کر سب راز، فطرت کے بتایا ہے

روح چمکی، ساتھ ہی نورانیت جھلکی
بامِ حق پر، دل کی کرنوں پر چڑھایا ہے

خُلقِ اَحْسَن، تزکیہ، تبلیغ بھی سب کچھ
حد جُنوں کی، ہوش کا ہر گُر سکھایا ہے

زندگی کا یہ سلیقہ بھی ہے اِس سے ہے
حرفِ حق اک ایک ذہنوں میں بٹھایا ہے



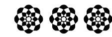
---

۱ مادرِ علمی المدرسۃ الدینیّۃ احیاءالعلوم ٹپہ چبوترہ کاروان ساہو حیدرآباد
۲ سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد قدس سِرّہٗ العزیز

بیداری

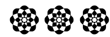
زیورِ اصلی علم و ادب　　ورنہ نمائش بے مطلب
نیت اچھی، درد، تڑپ　　ان سے مزیّن روز و شب
غیبت، چغلی کر دے ترک　　لذّت اِس میں دُختِ عِنب
مکر و تکبُّر، کذب و دغا　　دامن ان سے چھڑا لے اب
خوب ترقّی کر لے تُو　　چھوڑ نہ کوئی حکمِ رب
بہروپیا تُو مت بن جانا　　یک رنگی ہی ہو اغلب
فکرِ قیامت کر لے ذرا　　چھوڑ دے اب یہ عیش و طرب
عام ہوئے یہ جرم ابھی　　مال و زر تو کر نہ غصب
اُٹھ کے سحر، دے حق کو صدا　　رزق کو اپنے کر لے طلب
اُمِّ خبائث جس کو کہیں　　چُھو بھی نہ جائیں تیرے لب
جان و دل کو روشن کر　　اھلِ دل کے جا تُو مطب

زہد و غِنا مقبولِ خدا
چلتا نہیں واں نام و نسب



تحریک

دین کا سپاہی بن　　قوم کا کھلاڑی بن
زندگی کے شعبوں میں　　عزم کی سواری بن
دین کی سمجھ میں تو　　بو حنیفہؒ، رازیؒ بن
علمِ دیں کی راہوں میں　　حضرتِ بخاریؒ بن
پھر عمل کے میداں میں　　پیکر غزالیؒ بن
قادری کے، چشتی کے　　نقش کا فدائی بن
عارفوں کے در پر جا　　راہِ حق کا راہی بن
ناتواں سے ہمدردی　　کر کے خوش خصالی بن
شوقِ شاعری گر ہے　　ذوق و شوقِ جامیؔ بن
کر عمل ہمیشہ تو　　شخصِ بے مثالی بن
نادرؔ آج قرآں کا　　عامل اور قاری بن



عبدیت

تنہائی کبھی کرتا محسوس نہیں ہوں میں
ہے ساتھ مِرے جب تو مایوس نہیں ہوں میں

آقاؐ کی غلامی میں آزادی ملی ایسی
دنیا کے وساوس میں محبوس نہیں ہوں میں

دیکھے نہ کوئی مجھ کو، مشکوک نگاہوں سے
ملّت کا سپاہی ہوں، جاسوس نہیں ہوں میں

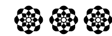
محبوبؐ کے نورانی اوصاف کا صدقہ ہے
مائل ہوں سخاوت پر کنجوس نہیں ہوں میں

اللہ نے رکّھا ہے، محفوظ چراغِ دل
اس واسطے محتاجِ فانوس نہیں ہوں میں

ایماں کے اجالوں کا، شہکار مجسّم ہوں
مغرب کی ثقافت کا ملبوس نہیں ہوں میں

اللہ کی رسّی کو تھاما ہوا جب سے ہوں
رنگینیِ دنیا سے مانوس نہیں ہوں میں

ناؔدر میں گناہوں میں ڈوبا ہوں مگر پھر بھی
اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں میں



پیامِ شعور

تاریکیوں میں روشنی اپنی تلاش کر
ہر ہر قدم پہ راہ میں نیکی تلاش کر

اپنے نَفَس کے تو یہاں تاروں کو چھیڑ دے
خود میں وہی الست کی مستی تلاش کر

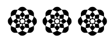
غوطہ لگا کے حق و صداقت کے بحر میں
علم و ادب کے قیمتی موتی تلاش کر

فکر و نظر کے نور سے معمور کر کے دل
تو اھلِ دل کی محفلِ دینی تلاش کر

رزقِ حلال میرے نبیؐ کو پسند تھا
محنت سے تو حلال کی روٹی تلاش کر

اللہ یاد آئے جب اس پر نظر پڑے
ایسا کوئی جہان میں ساتھی تلاش کر

دنیا کے آئینے میں تجھے مسکرانا ہے
خود اپنے کام کاج میں شوخی تلاش کر



قرآن مجید

کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا کی جلوہ گری قرآن میں ہے
کون و مکاں میں ایک خدا کی بزم سجی قرآن میں ہے

ربِّ عُلا کا منشاء سارا، ڈھل گیا حرفوں، لفظوں میں
ارض و سماء کے ہر ذرّے کا عِلم سبھی قرآن میں ہے

عشق وعقیدت، علم وبصیرت، شوقِ اطاعت، کامل سب
حُسنِ مجسّم، سرورِؐ عالم، خُلقِ نبیؐ قرآن میں ہے

اس کی تلاوت، راہِ ہدایت، قربِ الٰہی حُبِّ نبیؐ
کتنا عظیم الشان ہمیشہ حکمِ جلی قرآن میں ہے

پڑھ کر، سن کر اسکو جہاں کے اھلِ زباں حیران ہیں سب
کیونکہ ساری فنِ ادب کی کاریگری قرآن میں ہے

لایا نہ کوئی، لا نہ سکے گا، اسکی ادنیٰ سی بھی مثال
چیالنج اس کا، کل بھی تھا اور آج بھی قرآن میں ہے

کیسے کیسے حق کے دشمن، بے نام و بیکار ہوئے
نامِ خدا کے جانبازوں کی بازیگری قرآن میں ہے

ضد اور ہٹ سے پڑھنے والا ''دور کی گمراہی میں پڑے''
ہوگی اکارت اس کی سبھی بے راہ روی قرآن میں ہے

معجزہ ہے یہ اعلیٰ و اکبر، روزِ ازل سے اےَ لوگو!
غیر بھی جس کے قائل ہیں وہ بات یہی قرآن میں ہے

ایک نصیحت نامہ ہے، اور دل کا شفاء خانہ بھی
نادرؔ ہم سب لا چاروں کی چارہ گری قرآن میں ہے



مناقب

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام

انبیاؑء کے کارواں میں حضرت ابراہیم تھے
نورِ حق کی کہکشاں میں حضرت ابراہیم تھے

ایک اپنے رب کی، دل میں جستجو تھی رات دن
کُل زمین و آسماں میں حضرت ابراہیم تھے

سب سے پہلے وہ مناظر اور مہاجر بھی بنے
جُہدِ سبحانی جہاں میں حضرت ابراہیم تھے

کردیا گلشن خدا نے، آتشِ نمرود کو
آگہی کے گُلستان میں حضرت ابراہیم تھے

حکمِ رب پر بیٹے کو قربان کرنے کو چلے
داستانِ جاوداں میں حضرت ابراہیم تھے

اوّلیں معمار وہ تھے، آپ بیت اللہ کے
اس کے اوّل پاسباں میں حضرت ابراہیم تھے

مصطفیٰؐ کے جدِّ اعلیٰ اور خلیل اللہ بھی
حق کے بحرِ بیکراں میں حضرت ابراہیم تھے

نادؔر اتنا ہی کہوں گا میں تو اُن کی شان میں
کامراں ہر امتحاں میں حضرت ابراہیم تھے

❁❁❁

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام

وہ ذبیحِ ربِّ اکبر حضرت اسماعیل ہیں
اور خلیلِ رب کے پیکر حضرت اسماعیل ہیں

ایڑھیاں رگڑیں زمیں پر، چشمہ جاری ہوگیا
آبِ زم زم کے بھی مصدر حضرت اسماعیل ہیں

آزمائش کے دنوں میں، صابر و شاکر رہے
ہاجرہؓ مائی کے دلبر حضرت اسماعیل ہیں

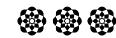
حکمِ قربانی پہ فوراً' سر جھکایا آپ نے
مرضیِ مولیٰ کے مظہر حضرت اسماعیل ہیں

باپ کی آنکھوں پہ پٹّی باندھ دی خود آپ نے
کس قدر طاعت کا پیکر حضرت اسماعیل ہیں

دو جہاں میں یہ نظارہ، قابلِ حیرت بَنا
آج تک بھی سب کے لب پر حضرت اسماعیل ہیں

جب خلیلؑ اللہ نے رکّھی تھی کعبے کی بِناء
دینے والے اُن کو پتھر حضرت اسماعیل ہیں

ناز کرتے ہی رہیں ہم، اُن پہ نادر صبح و شام
مصطفیٰؐ کے جَدِّ اکبر حضرت اسماعیل ہیں



سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا

صابرہ، شاکرہ، سیِّدہ، ہاجرہ
صالحہ، صادقہ، سیِّدہ، ہاجرہ

عاصمہ، مسلمہ، مؤمنہ، محسنہ
عابدہ، عارفہ، سیِّدہ، ہاجرہ

ہے خلیلؑ خدا کی شریکِ سفر
زوجۂ ثانیہ، سیِّدہ، ہاجرہ

جو ذبیحؑ الٰہی ہوئے اُن کی ہے
والدہ ماجدہ، سیِّدہ، ہاجرہ

حکم پر، وادیِ "غیرَ ذِیْ زَرْعٍ" میں
رہ گئی قانتہ، سیِّدہ، ہاجرہ

چاند سا ایک ٹکڑا تھا آغوش میں
تنہاء تھی شاہدہ، سیِّدہ، ہاجرہ

راہِ حق میں توکّل کا سامان تھا
ہر قدم ساجدہ، سیِّدہ، ہاجرہ

نیلگوں آسماں کے تلے ایک وہ
طاہرہ، زاہدہ، سیِّدہ، ہاجرہ

طفل کی تشنگی حد سے جب بڑھ گئی
پہنچی مَروَہ، صفا، سیّدہ، ہاجرہ

اُنکے نقشِ قدم پر چلے انبیاؑء
اُمّتِ مسلمہ، سیّدہ، ہاجرہ

چشمہ نکلا پسر کی کفِ پا سے پھر
ہے عجب نائلہ، سیّدہ، ہاجرہ

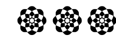
اک اشارے سے چشمہ کو ''زم زم'' کہا
تھیں بڑی عاقلہ، سیّدہ، ہاجرہ

اُن کی ایک اک اداء حج کا انعام ہے
حق کا اک آئینہ، سیّدہ، ہاجرہ

ان کا میں مرتبہ کیا کہوں جبکہ ہیں
جَدَّۃُ المصطفیٰؐ، سیّدہ، ہاجرہ

ناؔدر اس نظم کو لکھ کے خود چل پڑا
خوب تر، حوصلہ، سیّدہ، ہاجرہ

❁❁❁



بی بی سارہ رضی اللہ عنہا

رحمت والی بی بی سارہ
عزّت والی بی بی سارہ

حضرتؑ[۱] کی وہ اوّل زوجہ
نعمت والی بی بی سارہ

راہِ حق میں سب سے پہلے
ہجرت والی بی بی سارہ

پیشِ ظالم تنہاء تھیں وہ
ہمّت والی بی بی سارہ

ذکرِ سارہ، قرآں میں ہے
قسمت والی بی بی سارہ

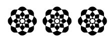
اُمِّ مرسَلؑ کہلائیں وہ
برکت والی بی بی سارہ

عورت کا رتبہ بھی بڑھایا
شوکت والی بی بی سارہ

ناؔدر، کہتی ہے یہ دنیا
جنت والی بی بی سارہ

❁❁❁

۱ـ حضرت ابراہیم علیہ السلام



ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

خدا کے بھی پیارے نبیؐ کے بھی پیارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے
ہدایت کے سب ہیں چمکتے ستارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

سبھی کے سبھی تھے نبیؐ کے فدائی، فدائی نبیؐ کے سبھی کے سبھی تھے
نبیؐ کی محبت سے دل کو سنوارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

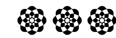
صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت، شجاعت، سخاوت، عدالت، صداقت
گلستانِ حق کے ہیں دلکش نظارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

جہاں بھر میں گونجی اذانِ بلالؓ، اذانِ بلالؓ جہاں بھر میں گونجی
بڑی درد مندی سے حق پر ابھارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

شجاعت کی ان میں تھی ایسی حرارت، حرارت تھی ان میں شجاعت کی ایسی
بُتوں کے نگر میں خدا کو پکارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

تہجد میں رو کر مَلَک کو رُلایا، رُلایا مَلَک کو تہجد میں رو کر
رِضائے الٰہی کے یہ تھے اشارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے

شریعت کی نادرؔ جو کی تھی حفاظت، حفاظت جو کی تھی شریعت کی نادرؔ
پڑی جب ضرورت تو جان اپنی وارے ہمارے صحابہؓ صحابہؓ ہمارے



صحابیات رضی اللہ عنہن اجمعین

نبیؐ کے دین کی نکہت صحابیاتؓ سے ہے
جمال و حُسن کی رنگت صحابیاتؓ سے ہے

نبیؐ کی سنتیں زندہ ہیں اُن کے ہی دم سے
نبیؐ کے علم کی دولت صحابیاتؓ سے ہے

بنایا آئینہ، کردار کو صحابہؓ نے
تو ساری عظمتِ عورت صحابیاتؓ سے ہے

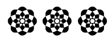
بنایا اپنے عمل سے تو یہ ہوا محسوس
جہاں کے باغ کی نزہت صحابیاتؓ سے ہے

ہوئی ہے تربیت ایسی کہ ہر زمانے میں
ہماری ماؤں کی شفقت صحابیاتؓ سے ہے

حیاء کا قیمتی زیور پہننے والیو اب
تمہاری عزت و عفّت صحابیاتؓ سے ہے

صحابہؓ سے بھی ہے الفت صحابیاتؓ سے بھی
محبتوں میں یہ ندرت صحابیاتؓ سے ہے

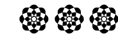
خدا کا نام لبوں پر مچلتا ہے نادرؔ
ہمارے دل کی یہ حالت صحابیاتؓ سے ہے



بی بی بتول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

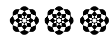
نازشِ مصطفیٰؐ حضرتِ فاطمہؓ — سر سے پا تک حیاء حضرتِ فاطمہؓ
وہ خدیجہؓ کی بیٹی ہے نورِ نظر — رونقِ دوسرا حضرتِ فاطمہؓ
"فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّی" بولے نبیؐ — پا گئی مرتبہ حضرتِ فاطمہؓ
مصطفیٰؐ کی تھیں وہ تربیت یافتہ — شاہکارِ ھُدیٰ حضرتِ فاطمہؓ
دخترانِ جہاں میں مثالی تھیں وہ — دخترِ مصطفیٰؐ حضرتِ فاطمہؓ
فکرِ دیں ذکرِ حق، صبرِ کُل، شکرِ رب — خواہرِ باصفاء حضرتِ فاطمہؓ
آئینہ، حق کا ہیں بیویوں کیلئے — زوجۂ مرتضٰی حضرتِ فاطمہؓ
اُمِّ حسنین ماؤں کے بھی حق میں ہیں — ہر گھڑی رہنماء حضرتِ فاطمہؓ
جنّتی عورتوں میں رہیں گی وہی — خُلد کی سیّدہ حضرتِ فاطمہؓ

ہر مسلمان کے گھر میں نادر رہے
ذکرِ خیر النساء حضرتِ فاطمہؓ



سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

رشکِ زمیں تا آسماں روحِ چمن حضرت حسنؓ
ہر اک گھڑی، قرآں، سُنن، میں تھے مگن حضرت حسنؓ
تھی چاند سی ان کی جبیں، بے مثل تھے بے حد حَسیں
حُسنِ نبیؐ، جن کا رہا، نصفِ بدن حضرت حسنؓ
جود و سخا، کا تھا سدا، دریا رواں، سب کیلئے
نانا کے نقشے پر رہا سارا چلن حضرت حسنؓ
بعدِ علیؓ چھ ماہ تک کی تھی خلافت آپؓ نے
پھر مصلحت سے چھوڑ دی وہ انجمن حضرت حسنؓ
لاریب جب سارے عدو دل کو دُکھاتے آپؓ کے
تو مسکرا دیتے تھے وہ پا کر چبھن حضرت حسنؓ
مروان تو بس آپ کے در پے رہا حد سے سواء
لیکن رہے اس سے سدا شیریں سخن حضرت حسنؓ
جُعدہ نے ہی شوہر کے پانی میں ملایا زہر خود
پی کر اُسے خاموش تھے، باندھے کفن حضرت حسنؓ
حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے ہیں بڑے لختِ جگر
صدرِ شباب الجنّۃ ہیں دُرِّ عدن حضرت حسنؓ
یہ بھی خُدا کی ہے عطاء نادر ہوا اُن پر فدا
فکر و نظر پر ہیں مِری سایہ فگن حضرت حسنؓ



سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حُبِّ محمدیؐ ہے محبت حسینؓ کی
مشہورِ دو جہاں ہے شرافت حسینؓ کی

بی فاطمہؓ کے اور علیؓ کے تھے لختِ دل
بے مثل و بے گماں ہے سعادت حسینؓ کی

زینبؓ کے اور حسنؓ کے برادر یہی تو ہیں
''شایانِ شان'' ہے یہ قرابت حسینؓ کی

حُسن و جمال، چال چلن سارے ہو بہو
گویا رسولؐ کی ہے شباہت حسینؓ کی

یہ ''اَلْحُسَیْنُ مِنِّی'' کی بس اک حدیث سے
کتنی بلند ہوگئی نسبت حسینؓ کی

سارے صحابہؓ آپؐ کے شیدائی ہوگئے
سب کو بھلی لگی ہے رِفاقت حسینؓ کی

امت کے مفلسوں پہ عنایت کی تھی نظر
دن رات اُن پہ ہوتی سخاوت حسینؓ کی

بیٹے، بھتیجے، اقرباء، خوں میں نہا گئے
کیا کہیے ہائے کیا تھی قیامت حسینؓ کی

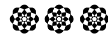
سجدے میں سر جھکایا تو پھر سر نہ اٹھ سکا
رب کو پسند آئی عبادت حسینؓ کی

خود اپنا سر کٹا کے بتایا ہے عشقِ حق
کتنی عظیم تر ہے شہادت حسینؓ کی

پہنچا وہ خود ہی کیفرِ کردار کو وہیں
چبھتی تھی جس کسی کو خلافت حسینؓ کی

جنت میں جانے والوں کو خوشخبری ہے یہی
فردوس میں رہے گی قیادت حسینؓ کی

نادرؔ خدا کی راہ میں جاں تُو بھی کر فدا
ہر اک بشر سے کہتی ہے چاہت حسینؓ کی



''کربلا''

کیسے بیان ہو بھلا رُو دادِ کربلا
ہر ایک مرحلہ ہے یہ محشر کا آئینہ

اک دو نہیں تھے امتحاں جنکو بیاں کروں
بس آزمائشوں کا مسلسل تھا سلسلہ

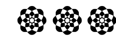
اللہ نے نبیؐ کو دکھایا تھا خواب میں
میدانِ کربلا میں بہتّر کا قافلہ

ابن زیاد کی تھی اُدھر سینکڑوں کی فوج
لیکن ادھر حسینؓ کا تنہا تھا حوصلہ

آلِ نبیؐ کی تشنہ لبی پر تھا اشکبار
دجلہ کا اور فرات کا ایک ایک بُلبُلہ

مظلومیت کی داستاں چھڑتی ہے جب کبھی
خود کربلا کا ذکر بھی آتا ہے برملا

نادؔر ہے کربلا کے بیاں میں بھی وہ تپش
دل سے کہوں زبان پر آتا ہے آبلہ



نبیؐ کا گھرانہ

سہانہ سہانہ نبیؐ کا گھرانہ
ہمارا خزانہ نبیؐ کا گھرانہ

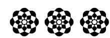
ہدایت کا گلشن، شریعت کا مسکن
ہے رشکِ زمانہ نبیؐ کا گھرانہ

ہمارے لیے نوحؑ کا ہے سفینہ
حفاظت کاشانہ نبیؐ کا گھرانہ

جہاں سے مِلا دین و ایماں ہمیں بھی
وہ ہے آستانہ نبیؐ کا گھرانہ

ہے سنّت کا حامی، تو بدعت کا ماحی
وفاء کا ترانہ نبیؐ کا گھرانہ

میں اُن کے چمن کا پرندہ ہوں نادؔر
مِرا آشیانہ نبیؐ کا گھرانہ



حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ

روشنی کا اک جہاں پیرانِ پیرؒ
اس زمیں پر آسماں پیرانِ پیرؒ

نورِ عرفانِ خدا اُن سے ملا
معرفت کی کہکشاں پیرانِ پیرؒ

ہر عمل میں ہے خیالِ مصطفےٰؐ
بندگی کے رازداں پیرانِ پیرؒ

اولیاء اللہ جتنے بھی ہوئے
سب کے میرِ کارواں پیرانِ پیرؒ

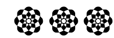
پیش جن کے معترض سب گر پڑے
علمِ حق کے ترجماں پیرانِ پیرؒ

فکرِ امت اور ہدایت کے امیں
ایک بحرِ بیکراں پیرانِ پیرؒ

ہیں سراپا حُسنِ فطرت کا جہاں
دیکھنے میں گلستاں پیرانِ پیرؒ

اس سے آگے کیا کہوں نادر انہیں
ربّ اکبر کا نشاں پیرانِ پیرؒ

❁❁❁



''حضراتِ یوسفین'' علیہما الرحمۃ والرضوان

مولیٰ کا انتخاب ہیں حضراتِ یوسفینؒ
اسلام کا شباب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

دکّن کی سرزمین میں اِن کی بڑی ہے دھوم
خورشید و آفتاب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

دل کو بھی فتح کرلیا ارضِ دَکن کے ساتھ
نورانی انقلاب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

گھوڑے بھی اُن کے اپنے ہی کھیتوں میں چرتے تھے
کیا اھلِ احتساب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

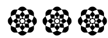
اسلام کے خلاف جو ہیں ان کے حق میں یہ
دنداں شکن جواب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

لاکھوں کروڑوں آج بھی اُن کے نشے میں ہیں
عرفان کی شراب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

عرصہ گزر گیا ہے مگر دل میں آج بھی
زندہ ہیں کامیاب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

نادرؔ ہے اُن کے فیض کا دریا رواں دواں
دیکھو تو محوِ خواب ہیں حضراتِ یوسفینؒ

❁❁❁



فضیلت جنگ

حضرتؒ مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی نور اللہ مرقدہ

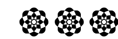
اھلِ صُفّہ سے ملا ہے سلسلہ انوارؒ کا
کتنا عالی ہے مقام و مرتبہ انوارؒ کا

قیل و قال و ذوق و حال و اتباع و عاشقی
ہے سبھی کی روشنی کا مدرسہ انوارؒ کا

برکتِ للّٰھیت سے آج بھی شام و سحر
فیض جاری ہے جہاں میں ہر جگہ انوارؒ کا

مومنوں کی محفلوں میں زندگی کے واسطے
رہتی دنیا تک رہے گا آسرا انوارؒ کا

خانہ ہائے ذہن و دل میں آتی ہے اک روشنی
جب بھی کرتا ہوں میں نادرؔ تذکرہ انوارؒ کا



م۱ نائب جامعہ نظامیہ حیدرآباد

حضرتؒ مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقل قدس سرّہٗ العزیز

﴿عکسِ عاقلؒ﴾

حضرتِ عاقل اکمل اکمل — آئینہ حق کا اجمل اجمل
روشن چہرہ کومل کومل — فکر و غم میں بوجھل بوجھل
دستِ اقدس مخمل مخمل — خاکِ کفِ پا صندل صندل
پُر نور آنکھیں جلتھل جلتھل — باطل جن سے گھایل گھایل

''وعظ و خطابت''

حق کی دعوت بادل بادل — گلشن گلشن جنگل جنگل
جذبۂ عاقل مشعل مشعل — جل کر دشمن کا جل کا جل
بات نہ ہوتی مہمل مہمل — طرزِ تکلم صیقل صیقل
طنز بھی ان کا شیتل شیتل — جس سے مخالف پیدل پیدل

''اک حسین یادگار''

وعظ و نصیحت منگل منگل[۲] — لہجہ ان کا کویل کویل

''خطاب بہ فرزندانِ امت''

مت بن جانا مریل مریل — بن جانا تم ہیکل ہیکل
پستی سے اٹھ اوّل اوّل — راہِ عمل میں ہلچل ہلچل

م۱ امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش

۲ دار العلوم کی ہفتہ واری مجلس

''خطاب بہ دخترانِ اُمت''

مت بن جانا چنچل چنچل — اوڑھ شرع کا آنچل آنچل

''فیضِ عام''

حق کی مئے ہے بوتل بوتل — اس کے منکر ارذل ارذل

''طلبِ مرید اور نظرِ شیخ''

ان کی تمنا کونپل کونپل — فیضِ نظر ہے پیپل پیپل

''خواص کے درمیان''

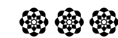
عصر میں سارے افضل افضل — اُن کی آراء فیصل فیصل

''دُعائے خیر''

رحمت برسے ہر پل ہر پل — منزلِ عقبیٰ اسھل اسھل

''اختتام''

ہجر میں نادؔر پاگل پاگل — جلوت، خلوت، بیکل بیکل



حاجی محمد[1] عبدالستار صاحب اعلی اللہ درجاتہ

خدا کے دین پہ قائم تھے، مسکرا کے چلے
چراغِ عشقِ نبیؐ دل میں وہ جلا کے چلے

وہ تھے ادارۂ ''فیض[2] العلوم'' کے بانی
رَسائی دے کے ہمیں، رُوبرو خدا کے چلے

ہر اِک قدم پہ تھے احمد[3] محی الدین تو پھر
سکونِ دل سے خدا کا عَلَم اُٹھا کے چلے

''سلا[4]خ پور'' سے پھر ''مشتیال[5]'' و ''جنگاوں[6]''
پھر اس کے فیض کو دکّن میں وہ بڑھا کے چلے

''محی[7] السُنّہ'' کی بس رہبری کی برکت سے
دکن کی ارض کو رشکِ فلک بنا کے چلے

فیوضِ ''شاہ[8]'' سے تجوید کے دبستاں کا
جنوبی ہند میں اک انقلاب لا کے چلے

تمام عمر کی قرآں کی آپؒ نے خدمت
کہ اس کی راہ میں سرمایہ سب لُٹا کے چلے

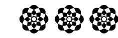
علومِ ''الیَہ'' و ''عَالیَہ'' کی راہ کُھلی
کلیدِ عالم و بصیرت ہمیں تھما کے چلے

معاملات کی بے حد صفائی رکھتے تھے
رُموزِ شرع، ہدایات سے بتا کے چلے

بہت خلیق و شفیق و رفیق و نیک صفت
ہمارے خانۂ دل میں جگہ بنا کے چلے

ہیں ان کے جانشیں "طیبؔ" سپوت ہیں "اطہرؔ"
اُنہیں بھی دین کی خدمات میں لگا کے چلے

نمونۂ سَلَفِ صالحین تھے نادؔر
جہاں سے گزرے، پیامِ خُدا سُنا کے چلے



[1] خلیفۂ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق قبلہؒ ہردوئی یوپی۔ [2] باقر باغ سعید آباد حیدرآباد اے پی۔
[3] برادرِ اکبر حاجی صاحب [4] [5] [6] ورنگل کے علاقے [7] [8] حضرت شاہ ابرار الحقؒ
[9] حضرت مولانا احمد عبداللہ طیب مدظلہ [10] حضرت مولانا احمد عبیدالرحمٰن اطہر مدظلہ

حضرت[1] مولانا محمد عبدالعلیم کوثر القاسمی دامت برکاتہم العالیہ

حُسنِ فطرت کے سمندر کے شِناور تم ہو
قابلِ رشک مقدر کے سکندر تم ہو

مست آنکھوں میں تمہاری ہے طلسماتی کشش
روح مستانہ ہے جس میں وہ قلندر تم ہو

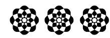
عالِمِ علم و عمل، فکر و نظر تم سے ہے
مخزنِ مہر و وفاء کے حسیں پیکر تم ہو

ژرف بِینی کی خدا داد صفت کے حامل
سچ تو یہ ہے کہ معانی کا سمندر تم ہو

بہتے اشکوں کو تھمانے کا ہنر تم میں ہے
چاکِ دامانِ دل و جاں کے رفو گر تم ہو

راہیں پُر پیچ ہوں، حالاتِ جہاں ہوں برہم
پھر بھی چلنے کو بہرحال برابر تم ہو

اب ستاروں کی طلب ہے نہ اُسے جگنو کی
کیونکہ نادؔر کیلئے ماہِ منور تم ہو



[1] سینئر صدر لجنۃ العلماء آندھرا پردیش

سانیٹ

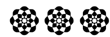
حضرت رحمٰن جامی[1] مدظلہ العالی

جلالِ آفتابِ زندگی رحمٰن جامی ہیں
جہاں بھر میں سب اردو کے مکاتب میں دبستاں میں
خوشا قسمت چنندہ اہلِ اردو کی شبستاں میں
جمالِ ماہتابِ آگہی رحمٰن جامی ہیں

ہر اک محفل میں جن کو سب نے سب سے محترم دیکھا
ہمہ اوصاف سے وہ متصف استادِ اعظم ہیں
یہ سچ ہے کہ سراپا مظہرِ اسلافِ عالم ہیں
نگاہوں سے نظر والوں نے جن کو محتشم دیکھا

الگ سب سے الگ عزّت ملی رحمٰن جامی کو
سنوگے تم یہی آواز پیہم عصر سے اک دن
جو ہے یہ نسلِ موجودہ کہے گی فخر سے اک دن
کہ دیکھا ہے، سُنا ہے ہم نے بھی رحمٰن جامی کو

بظاہر آپ، مثلِ ساکت وصامت سمندر ہیں
مگر جس میں معانی کے کئی نایاب گوہر ہیں



[1] بین الاقوامی استاذ الشعراء

غزلیات



دلکش نظارے جتنے ہیں کُل کائنات کے
مرکز ہیں یہ بشر کی سبھی التفات کے

الفاظ کا معانی سے رشتہ کہاں رہا
مارے ہوئے ہیں لوگ فقط لفظیات کے

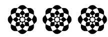
یادوں نے تیری، اتنے کرائے ہیں رت جگے
اوقات یکساں ہوگئے دن اور رات کے

ہم منتشر ہوئے ہیں تو نقشہ الگ بنا
دانے بکھر گئے ہیں سبھی اپنی ذات کے

نفسانی خواہشات کی تکمیل ہوگئی
بیمار بھی تو ہوگئے ہم نفسیات کے

سچائی کا سراغ ملے بھی تو کس طرح؟
رشوت نے چولے بدلے ہیں حُسنِ صفات کے

ہستی کو اپنی خاک سے کندن بنا تو دیں
نادر نتیجے باقی ہیں کچھ تجربات کے





عشق میں جو بھی دِوانے ہوگئے
وہ حقیقت میں سیانے ہوگئے

آپ جب سے میرے دل میں آبسے
زندگی کے دن سہانے ہوگئے

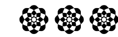
جب جدائی میں تری ہم رو پڑے
اشک بھی موتی کے دانے ہوگئے

ہائے کیا دن آگئے تاریخ میں
جو حقیقت تھے، فسانے ہوگئے

کیسے کیسے مرد خود بے آبرو
گِھر کے وہموں میں نہ جانے ہوگئے

جی حضوری جس نے کی اس دور میں
نام پر اس کے خزانے ہوگئے

آج ناؔدر اس قدر مصروف ہیں
خود سے ملکر بھی زمانے ہوگئے





اس پار گر پڑے ہیں کچھ اُس پار گر پڑے
اہلِ جنوں سنبھل گئے ہشیار گر پڑے

پہچان جن کے فن کی جداگانہ تھی وہی
حرص و ہوس کی آگ میں فنکار گر پڑے

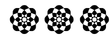
تہذیب کی قباء میں سیہ کاری عام ہے
جدّت کی رَو میں علم کے معیار گر پڑے

اونچائی کی تمناء سر افراز ہے مگر
اتنا بھی سر نہ اٹھے کہ دستار گر پڑے

مغرب نے ایسا جال بچھایا ہے چار سو
دانستہ میری قوم کے معمار گر پڑے

سستی نمائش ایسی مبارک تمہیں کو ہو
جس میں حیاء کی ساری ہی دیوار گر پڑے

اخلاص کے سپاہی تو ناؔدر ہی رہ گئے
خُم خانۂ نمود میں سب یار گر پڑے





ساعتِ درد راس آئی ہے
زندگی اسکی ہی کمائی ہے

مسکراہٹ جو رُخ پہ چھائی ہے
کیا نئی چوٹ دل نے کھائی ہے؟

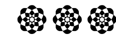
یاد نے تیری کی پذیرائی
اس نے ہمت مِری بندھائی ہے

کان الفاظ کو ترستے ہیں
تیرے جانب سے بے نوائی ہے

ضابطے عشق کے نرالے ہیں
قیدِ تنہائی ہی رہائی ہے

خونِ مظلوم سے ہے دامن تر
آپ کو زعمِ پارسائی ہے

اب ہے مشکل ''اَنا'' کا بچ پانا
ان کے دربار تک رسائی ہے





مرتبہ کیا کہوں میں انساں کا
ہے خلیفہ یہی تو یزداں کا

تیز دھارا ہے عزم انساں کا
چیر دیتا ہے جسم طوفاں کا

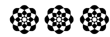
اک خزانہ چھپا ہُوا پایا
یہ الگ امتحاں ہے انساں کا

حق پہ جو اپنی جان دیتا ہے
حوصلہ ہے یہ مردِ میداں کا

دل ہے قلزم تو آنکھ ہے پُر نم
کیا محبت ہے بار عرفاں کا

عشق سے آشنا ہوا جب سے
رتبہ اعلیٰ ہُوا ہے انساں کا

جان لے رمزِ دنیا ائے نادر
یہ جہاں ہے نمونہ زنداں کا





کاخ تیرا ہے سنگِ مرمر کا
اس پہ پہرا ہے اک قلندر کا

سامنا ہے کسی ستم گر کا
گفتگو میں بھی تیر و خنجر کا

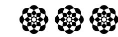
خود نمائی کی بھیڑ میں سب ہیں
یہ زمانہ نہیں نقاب و چادر کا

کوہکن کی ''صفوں'' میں ہے لیکن
ہے خیال اس کو نرم بستر کا

ٹھنڈی شب میں سرورِ ذکرِ رب
لطف دیتا ہے گرم بستر کا

زلفیں رُخ سے ہٹیں تو یہ دیکھا
ابر کے پیچھے رُخ تھا خاور کا

اب وفاء کا صلہ جفاء ٹھہرا
ہے یہی قول نادؔر اکثر کا





صف باندھ کر کھڑے تھے جو قاتل کے آس پاس
آنسو بہا رہے ہیں وہ بسمل کے آس پاس

رندانِ وقت ساقیا، آتے تھے با وضو
پاکیزگی وہ اب کہاں محفل کے آس پاس

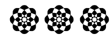
مل بھی سکے گا کیا یہاں غم آشنا کوئی
فریاد کی گزر نہیں قاتل کے آس پاس

اُن کا بھی کیا جنوں تھا، جو رشکِ خرد بنا
کشتی جلا کے رکھ دیا ساحل کے آس پاس

جو راہرو تھے منزلِ مقصود کے مِری
دیکھا تو نیم جان تھے منزل کے آس پاس

ناکامیوں سے ہم کو نئی زندگی ملی
مشکل بھی ساتھ ساتھ تھی منزل کے آس پاس

نادؔر زوال اس پہ تو ہرگز نہ آئے گا
احساس کی ہو روشنی جس دل کے آس پاس





تھکا ہوا ہوں بجھا ہوا ہوں میں تیرے جھگڑے نمٹ نمٹ کر
سفینۂ دل یہ نکلا بچ کر، بھنور کی زد میں اُلٹ اُلٹ کر

مِری محبت کے خط کو اس نے، جب اپنے ہاتھوں سے پھاڑ ڈالا
تو خط کے پُرزے اُڑے مگر پھر، اُسی کو چمٹے سمٹ سمٹ کر

سفر کی لذّت ملے گی تم کو، سحر کی راحت ملے گی شَب بھر
تلاشِ منزل میں نکلو جب تم، نہ دیکھو گھر کو پلٹ پلٹ کر

نہتّے لوگوں کو چُن کے ظالم، مٹا رہے ہیں کچھ اس طرح سے
شکار کرتے ہوں جنگلوں کے، درندے جیسے جھپٹ جھپٹ کر

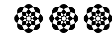


قطعہ بند

جھڑک کے ماں نے نکالا گھر سے، تلاش کرنے بھی خود ہی نکلی
میں پھر اچانک نظر جو آیا، تو روئی مجھ کو لپٹ لپٹ کر

دھڑکتے دل کو قرار آیا، مسرتوں کا خُمار چھایا
جو ماں سے میں نے معافی چاہی، قدم سے اس کے چمٹ چمٹ کر

اِن افسروں سے رجوع کرنا، نہ کام دیتا ہے آج نادؔر
عوام بیزار ہوگئے ہیں، اب اپنے جوتے گھسٹ گھسٹ کر





ستم کب تک کروگے تم، کرم بھی کچھ کیئے جاؤ
اَندھیرے بانٹنے والو، اجالے بھی دیئے جاؤ

سُنو اے قافلے والو! بڑا ہے پُر خطر صحراء
ہمیں تنہا نہ چھوڑو، ساتھ ہمکو بھی لئے جاؤ

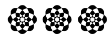
نہ بھولے تم کو یہ سارا جہاں صُبحِ قیامت تک
زمانے میں کچھ ایسے کارنامے تم کیئے جاؤ

نگاہوں میں، دلوں میں نور آئے گا حقیقت کا
مِرے ساقی کی آنکھوں سے مئے عرفاں پیئے جاؤ

یہاں رازوں کو رازوں کی طرح رکھنا اگر چاہو
لبوں کو سوزنِ ضبط و تحمل سے سیئے جاؤ

شرافت سے نہیں ملتا، جہاں انصاف تو اُس جا
اٹھو ملکر، شجاعت سے تم اپنا حق لئے جاؤ

پریشاں حال لوگوں کو یہی پیغام ہے نادؔر
نہ گھبراؤ، مصائب سے اٹھا کے سر جیئے جاؤ





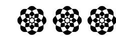
ٹوٹا ہوا دل ہے مِرا، دل میں مِرے بستے رہے
غم دینے والے کِھلکِھلا کر ہر گھڑی ہنستے رہے

جو غیر تھے وہ غیر تھے، اپنے مِرے ہوکر بھی وہ
ہر موڑ پر چبھتے ہوئے فِقرے مگر کستے رہے

مت بھولنا، میں نے تمہیں جینا سکھایا تھا مگر
تم آستیں کے سانپ بن کر پھر مجھے ڈستے رہے

جس یار سے ہم کھا چکے سو مرتبہ دھوکہ یہاں
اس یار کے دامِ محبت میں یونہی پھنستے رہے

مہنگائی کی اس بھیڑ میں سب کی ضرورت ہوکے بھی
تم روشنی نادؔر لیے، سب کیلئے سستے رہے





سراپا ہے تِرا، میرے خیالوں میں
مسلسل میں بھی رہتا ہوں اُجالوں میں

یہاں تم سے ہی نسبت کا نتیجہ ہے
میں شامل ہوگیا ہوں خوش خصالوں میں

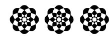
عجب مستی کے نظّارے مچلتے ہیں
تیری آنکھوں کے ان ہی دو پیالوں میں

نہ الجھاؤ، خفی مطلب بیاں کردو
مزہ کیا ہے؟ بتاؤ ان سوالوں میں

بہت باریک و نازک فن کا جلوہ ہے
چلو دیکھیں اِنہی مکڑی کے جالوں میں

حمیت اور غیرت کا لُہو اب بھی
رواں رہتا ہے ملت کے جیالوں میں

رکھو نادؔر ہمیشہ نفس پر قابو
کمال اچھا یہی ہے سب کمالوں میں





کسی دوست کو بھی اپنا کبھی مہرباں نہ سمجھو
کبھی خاک گر اُڑے تو اُسے آسماں نہ سمجھو

وہ جو بول اُٹھے تو طوفان اٹھائے گا اچانک
کسی بے نواء کو بھی تم کبھی بے زباں نہ سمجھو

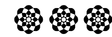
جو خود اپنے راز ہی کو، کرے فاش اٹھا کے پردہ
کبھی بھول کر تم اپنا اُسے راز داں نہ سمجھو

یہ حسیں فضاء، یہ گلشن، مِرے واسطے بنے ہیں
مِرا گھر ہے یہ جہاں سب مجھے بے مکاں نہ سمجھو

یہ خزاں رسیدہ پیڑوں کا نصیب ہے درخشاں
یہ بہار لائیں گے پھر اُنہیں تم خزاں نہ سمجھو

میں ہوں اک وفاء کا شعلہ، تو سَدا جَلا اُسی میں
مجھے تم کہیں دَغا کا ہی سیہ دھواں نہ سمجھو

جو ستم بھی ڈھا کے نادؔر نہ ہوا کبھی پشیماں
یہاں ایسے حکمراں کو کبھی حکمراں نہ سمجھو





سکندر بھی قلندر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں
مجاور بھی کلکٹر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں

جنہیں دو وقت کی روٹی بڑی مشکل سے ملتی تھی
مگر اب وہ گداگر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں

جُدا گانہ ٹھکانہ تھا، مگر یکساں ہوئے ہیں اب
مچھیرے بھی، شناور بھی، سدا رہتے ہیں اے سی میں

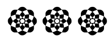
کبھی ٹھنڈی ہوا کھانے، چاچا غالبؔ ترستے تھے
مگر اب تو سخنور بھی، سدا رہتے ہیں اے سی میں

کبھی اخبار کے دفتر، درختوں کے تلے ہوتے
مگر یہ آج دفتر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں

جہاں میں آج دولت کی نمائش بھی زیادہ ہے
نئے گھر میں پلمبر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں

گرفتاری اگر لیڈر کی ہوجائے تو کیا غم ہے؟
قفس میں سارے لیڈر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں

مقدر اپنا اپنا ہے، الگ قصّہ ہے یہ نادؔر
عموماً سب تونگر بھی سدا رہتے ہیں اے سی میں





خزاں کی زد میں جو آیا چمن، چمن نہ رہا
گُلاب سا تِرا نازک بدن، بدن نہ رہا

ہجومِ دوستاں میرے قریب تو ہے مگر
وفاء نہ اُن میں رہی اب ملن، ملن نہ رہا

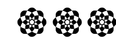
دلوں میں بغض و عداوت جو لوگ رکھتے تھے
حکومت آئی ہے اُن کی وطن، وطن نہ رہا

اِدھر یہ شور مچا اور اُدھر یہ شور اٹھا
کرن۱ کرن نہ رہا اب جگن۲ جگن نہ رہا

قلم میں آئے گا خود ہی اثر، جو حق لکّھے
پِھرا جو حق سے سخنور سخن، سخن نہ رہا

رداء و بُرقع تو اوڑھے ہوئے ہیں پھر بھی مگر
حیاء کے ماروں کا اب وہ چلن، چلن نہ رہا

بھروسہ اپنوں پہ ہرگز کبھی نہ رکھ نادؔر
بھروسہ رکھنے کا اب وہ زمن، زمن نہ رہا



۱ وزیر اعلیٰ اے پی اندرا کرن ریڈی ۲ جگن موہن ریڈی



تیرا تکلُّم دم بہ دم
جیسے ترنُّم دم بہ دم

رنج کہ راحت ہر صورت
تیرا تبسُّم دم بہ دم

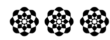
راہِ طلب میں روز و شب
میرا تجسُّس دم بہ دم

نغمہ سمجھ کر جھوم گئے
لطفِ ترحُّم دم بہ دم

ہوش رُبا متوالے تِرے
صورتِ انجم دم بہ دم

روپ تِرا ساغر افروز
آبِ تلاطُم دم بہ دم

غربت میں بھی اے نادؔر
عیش و تنعُّم دم بہ دم





ابھی نخلِ دل میں گُھلاوٹ بہت ہے
مجھے اب بھی تم سے لگاوٹ بہت ہے

نہ سرخی، نہ غازہ، نہ کاجل، نہ گجرا
تِری سادگی میں سجاوٹ بہت ہے

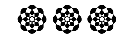
کبھی فلم نگری سے مرعوب مت ہو
کہ اس میں مکمل بناوٹ بہت ہے

بڑی پُرکشش گفتگو ہے زباں پر
مگر دل میں اُن کے گراوٹ بہت ہے

نہ صحت بنے گی نہ طاقت ملے گی
دوا میں غذا میں ملاوٹ بہت ہے

یہ علم اور تحقیق کے مشغلوں میں
نہ محسوس ہوتی تھکاوٹ بہت ہے

پرائے ہی بڑھ کر مِرے کام آئے
اب اپنوں سے نادرؔ رُکاوٹ بہت ہے





یاد آتی ہے بہت برسات میں
تو نے کی تھی بات جو جذبات میں

فون میں میرے، تِری تصویر بس
شمع بن کے جل اٹھی ہے رات میں

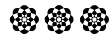
جانِ من یہ دور کمپیوٹر کا ہے
ہر مسافت طے ہوئی لمحات میں

جائیدادیں چھین کر کمزور کی
سکھ نہ پاؤ گے کبھی باغات میں

اک جنازہ دیکھ کر مجھ کو لگا
کتنا تنہا ہے بشر بارات میں

چُھپ کے میری بات سن کر آ گئے
کیا اثر ہے اب بھی میری بات میں

اس جہاں میں نادرؔ اپنا ہے وہی
کام آئے جو کٹھن حالات میں





ہم سے رہا نہ جائے محبت کئے بغیر
اس میں بھی تھوڑی شرارت کئے بغیر

صد احترام کرتے ہیں جی جاں سے آپ کا
جاتے نہیں ہیں پھر بھی قیامت کئے بغیر

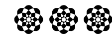
عشوہ طرازی اُن کی ہے شمشیرِ بے نیام
کُشتہ بنا ہی دیتے ہیں حرکت کئے بغیر

گُلگشت کے بہانے سے تفریح کر کے پھر
اُن کا وہ لوٹ جانا عنایت کئے بغیر

میرے خلاف میرے رقیبوں کے سامنے
دل کو ہے کب قرار شکایت کئے بغیر

زخمِ جگر دِکھانے کی تدبیر کی تو تھی
لوٹ آئے ان کی آج زیارت کئے بغیر

منصف کا میرے واسطے سولی کا حکم ہے
فریادِ ناتواں کی سماعت کئے بغیر





اس کے چہرے پر چمک آنے کو ہے
میرے گلشن میں مہک آنے کو ہے

موجِ غیرت کو کنارا مل گیا
طشتِ ساحل پر لہک آنے کو ہے

اَبرِ غم چھایا تھا جس کے رُخ پر اب
اس کے چہرے پر چٹک آنے کو ہے

جَل اٹھے گی جَلد ہی قندیلِ دل
روغنِ غم سے دمک آنے کو ہے

سایہ بن کے زندگی میں بالیقیں
اس کی رحمت کی دھنک آنے کو ہے

پیاس نادؔر دل کی اب بجھ جائیگی
جام فرحت کا چھلک آنے کو ہے





ظلم جب حد سے سوا ہو تو عیاں ہوتا ہے
دستِ مظلوم میں بھی سنگِ گراں ہوتا ہے

آہیں بھرنے کے سوا کچھ نہ کرے گا لیکن
اک دھماکہ ہی تو تاثیرِ فغاں ہوتا ہے

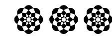
جان کر بے سر و سامان کبھی ظلم نہ کر
ساتھ مظلوم کے خود ربِّ جہاں ہوتا ہے

کون ہے وحشی یہاں، کون ہے مظلوم بھلا
اس کا اخبار میں ہر روز بیاں ہوتا ہے

تنکے بن کر یونہی بہہ جاتے ہیں ظالم سارے
جب بھی انصاف کا سیلاب رواں ہوتا ہے

وقت کے آنے سے پہلے ہی سنبھل جا ورنہ
رونا، دھونا، ترا بالکل ہی زیاں ہوتا ہے

ظلم پر خامشی دانائی نہیں ہے نادؔر
جانتا خوب ہے جو اہلِ زباں ہوتا ہے





آپ جلتے ہیں میرے نام سے کیوں؟
میری باتوں سے میرے کام سے کیوں؟

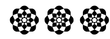
جگمگاتے ہوئے چراغ کی طرح
داغ جلتے ہیں دل کے شام سے کیوں؟

میکدہ رکھ کے بھی حسد ہے اُنہیں
بس مِرے ایک ٹوٹے جام سے کیوں؟

نغمۂ عشق جب بھی چھڑتا ہے
تو وہ جلتا ہے میرے بام سے کیوں؟

بارہا کھا کے بھی فریب یہ دل
بے خبر آج بھی ہے دام سے کیوں؟

خوف نادؔر ہے اب حکومت کو
امریکہ کے سیاہ فام سے کیوں؟





غیر سے انحراف کرتے ہیں
تیرے گھر کا طواف کرتے ہیں

نقشِ پائے نبیؐ پہ چل کر ہم
دشمنوں کو معاف کرتے ہیں

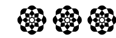
اس لیے بھی بُرے ہوئے کیونکہ
بات ہم صاف صاف کرتے ہیں

جو دغا کا ہنُر سکھاتا ہے
کام اس کے خلاف کرتے ہیں

جو بھی سچ کے خلاف ہیں اُن سے
کُھل کے ہم اختلاف کرتے ہیں

جب غلط کوئی ''کال'' آتا ہے
فون کی لائن آف کرتے ہیں

اُن کی اچھائیوں کا ہم نادؔر
برملا اعتراف کرتے ہیں





دوستوں سے بھی اکثر احتیاط لازم ہے
دشمنوں سے بھی اب تو ارتباط لازم ہے

ہم تو ایسے ''کالج'' کو اِک کلب سمجھتے ہیں
مرد و زن کا جس جا بھی اختلاط لازم ہے

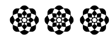
بے حیائی پھیلی گی جس جگہ وہاں اک دن
قوم کی بلندی کا انحطاط لازم ہے

ایک حد ہے اس کی بھی، اس سے ہٹ کرائے ناداں
لیاپ ٹاپ، فونوں سے احتیاط لازم ہے

خدمت و عقیدت سے دل جو ماں کا جیتے گا
دو جہاں میں اس کو پھر ہر نشاط لازم ہے

اجنبی مسافر کو، اجنبی نگر میں اب
چند لمحے رہنے کو، اک رباط لازم ہے

اشک پونچھ لے نادؔر، غم ہی غم نہیں اچھا
غم کے ساتھ دنیا میں انبساط لازم ہے





جانتے ہیں اھلِ دل، لاجواب ہیں ہم لوگ
دہر کی شبستان میں، ماہتاب ہیں ہم لوگ

نرم، گرم ہاتھوں میں اک گلاب ہیں ہم لوگ
ٹھنڈے ٹھنڈے موسم کا آفتاب ہیں ہم لوگ

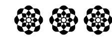
دیکھنے میں ویسے تو اِک حَباب ہیں ہم لوگ
ہاں مگر ہر اک لمحہ انقلاب ہیں ہم لوگ

خوں کے پیاسے ظالم کو، دلفگار قاتل کو
آئینہ دکھانے میں کامیاب ہیں ہم لوگ

حرف و لفظ و معنیٰ کی جس میں بہتی ہے گنگا
پڑھنا چاہے تو دل کی اِک کتاب ہیں ہم لوگ

علم و فکر و حکمت کی شمعیں ہم جلاتے ہیں
فنِ علم و حکمت میں بے حساب ہیں ہم لوگ

جس کو پی کے دنیا سب، جھوم جھوم اُٹھے نادؔر
اھلِ حق کی محفل کی وہ شراب ہیں ہم لوگ





دل کا درپن نگاہ ہوتی ہے
اس سے معلوم چاہ ہوتی ہے

عشق پاکیزگی کی ہے صورت
بدنگاہی گناہ ہوتی ہے

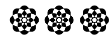
اب ہوس کی ہَوا نہ لگ جائے
زندگانی تباہ ہوتی ہے

اھلِ فن سے نہیں رہا مطلب
اھلِ ثروت کی واہ ہوتی ہے

عرشِ اعظم میں طاری ہو لرزہ
ایسی مومن کی آہ ہوتی ہے

ہم نے مانا کہ پاؤں پھسلے ہیں
بے خودی خضرِ راہ ہوتی ہے

جلوۂ یار کے لیے نادؔر
عمر اپنی تباہ ہوتی ہے





گلستاں میں، قفس میں، آشیاں میں
مسلسل زندگی ہے امتحاں میں

نہیں ہے نیند آنکھوں میں ہماری
بھٹکتی ہے اُسی کے گلستاں میں

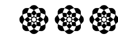
مقدر کا عجب ہے یہ فسانہ
بہاروں نے ہمیں پھینکا خزاں میں

فغاں، نالہ، الم، حسرت وغیرہ
چھپے ہیں آ کے میری داستاں میں

محبت کے، مروّت کے وفاء کے
خزانے دفن ہیں دل کے مکاں میں

نظر آتا نہیں کوئی بھی اُسکو
دِماغ اس کا ہے گویا آسماں میں

لُہو نادؔر کا ضائع تو نہیں ہے
یہ شامل ہے ترے اشکِ رواں میں





خوشا قسمت اگر دلبر مِرا غمخوار ہوجائے
تو ویراں زندگی میری ابھی گلزار ہوجائے

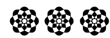
کہا ہے دِلرُبا نے دید کے پیاسے سے ائے طالب
نظر میں دید کا یارا ہے تو تیار ہوجائے

ملے عشقِ حقیقی کی حلاوت جس کسی کو بھی
یقیناً وہ ہوس کے پیار سے بیزار ہوجائے

قیامت خیز ہے عشوہ طرازی میرے دِلبَر کی
کبھی دریا، کبھی ساحل، کبھی مجدھار ہوجائے

شکستہ دل چلا آیا میں اس کے دَر سے یہ کہہ کر
صدا دیکر بُلا لینا اگر سنگھار ہوجائے

پڑا رہتا ہے تیرے در پہ نادؔر اس تمنّا میں
کسی کے دست سے چلمن ہٹے دیدار ہوجائے





شرمائے سر جھکائے جاتا ہے گھر سے کوئی
نظریں چرائے گُزرا میری نظر سے کوئی

لَوٹا ہوں آج اس کی محفل سے اس طرح میں
واپس ہوا ہو جیسے لمبے سفر سے کوئی

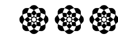
کِھل اٹھتے ہیں کچھ ایسے، آمد پہ اب وہ میری
واقف ہو میرے اپنے دیوار و در سے کوئی

اس کی یہ ''لاشعوری'' سے اب نہ کھائے دھوکہ
رہتا نہیں ہے بچ کر اس باخبر سے کوئی

ایسا لگا ہے مجھ کو دیدارِ یار پر بس
ہے اک حسیں جہاں میں بڑھ کر قمر سے کوئی

اس داستاں سے میری ہوگی بپا قیامت
ہے شرط اس کو لکھے اب چشم تر سے کوئی

شیشے سے بھی ہے نازک، دل کا محل اے نادرؔ
لیکن ہے شرط دیکھے میری نظر سے کوئی





اک نظر ہم پہ بھی ہو صنم کم سے کم
دور ہو جائیں درد و الم کم سے کم

اپنے جلووں کی دنیا اِدھر بھی سجا
تا کہ ہو میرا گھر بھی ارم کم سے کم

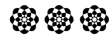
عشق میں فخر سے پا بہ زنجیر ہوں
ٹوٹے ہرگز نہ اس کا بھرم کم سے کم

نوحے، شکوے کی بے شک نفی ہی سہی
درد اتنا کہ ہو آنکھ نم کم سے کم

لطفِ عیش و طرب کی نہیں ہے طلب
میں رہوں تیرے بس ہمقدم کم سے کم

پیار تُو مجھ سے کر یا نہ کر غم نہیں
ہاں مگر کر نہ مجھ پر ستم کم سے کم

شعر لکھنا ہے نادرؔ خدا واسطے
دے دے کاغذ، سیاہی، قلم کم سے کم





پرچھائی کی طرح وہ مِرے آس پاس تھی
بے نور تھی سحر مِری، ہر شب اداس تھی

کڑوی سی اس کی باتوں میں اک پیار بھی تو تھا
اس کے اک ایک لفظ میں کیا کیا مٹھاس تھی

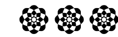
اُس کا یہ کہنا اُسکے ہی تیکھے کلام پر
''کردو معاف وہ مِرے دل کی بھڑاس تھی''

زاہد کی بھی ملامتیں بے فیض ہوگئیں
بجھنے نہ پائی عشق کی جو میری پیاس تھی

حیرت نہیں تھی مجھ کو کہ دشمن تھے مہرباں
اس کی نوازش آج خلافِ قیاس تھی

پاکر وظیفہ لاکھوں میں اب ہم ہیں بیقرار
ماضی ہمارا خوش تھا گو ''تنخواہ'' پچاس تھی

نادؔر نے اس کو خواب میں دیکھا تھا اس طرح
نازک بدن پہ پہنے وہ گُل کا لباس تھی





اداس رات میں اُمّید کا دیا ہوں میں
سحر کی آس کی دہلیز پر کھڑا ہوں میں

برستی آنکھیں تھمیں جس سے وہ اداء ہوں میں
ستم کی آگ بجھے جس سے وہ ہَوا ہوں میں

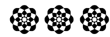
مریضِ غم کو ملی جس سے یہ تسلّی بھی
سکون دل کو جو پہنچائے وہ صدا ہوں میں

ثبوت ہے یہ مِری اپنی حق پرستی کا
خلافِ نفس جو سینہ سپر رہا ہوں میں

ازل کے گیت کی مستی میں یوں ہی گم ہوکر
نمود و بود کی راہوں میں کھو گیا ہوں میں

شرابِ حق کا پیالہ پیا ہوں جس دن سے
قسم خدا کی حقیقت سے آشنا ہوں میں

نصیب اپنا بلندی پہ آج ہے نادؔر
خلیفہ رب کا ہوں اور مظہرِ خدا ہوں میں





تِری انجمن سے چلا جارہا ہوں
اسی طرح ہر بار آجارہا ہوں

زباں سے میں جو کچھ کہا جارہا ہوں
میں اس سے زیادہ سُنا جارہا ہوں

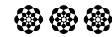
میں رووں تو اشکوں کے دریا بہیں گے
دلاسا ملا تو تھما جارہا ہوں

نظر سے میں جس کی گرایا گیا تھا
اُسی کی نظر میں اٹھا جارہا ہوں

جو دل اپنے حُسن واداء سے ہے غافل
اُسی دل کی دھڑکن بنا جارہا ہوں

صدف کے دہن میں گُہر کی طرح تھا
گلوئے جہاں میں سجا جارہا ہوں

حقیقت میں نادؔر ہوں میں غرقِ عرفاں
سمجھتی ہے دنیا مٹا جارہا ہوں



نذرِ کامل حیدر آبادی

مہکا مہکا چمن غزل کا ہے
نیلا نیلا گگن غزل کا ہے

آپ کا بانکپن غزل کا ہے
دو گھڑی کا ملن غزل کا ہے

کتنا نازک بدن غزل کا ہے
حُسن کا پیرہن غزل کا ہے

ایسا محسوس ہوتا ہے مجھ کو
میرا اصلی وطن غزل کا ہے

ایک زیور ہے گویا صنفِ سخن
اس میں دلکش رتن غزل کا ہے

چیخ اٹھے رند آپ سے مل کر
کیفِ خُمرِ کہن غزل کا ہے

ہے بیَا کا جو آشیاں چھت پر
حُسنِ تعمیرِ فن غزل کا ہے

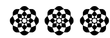
ٹہنیوں پر پرندوں کا نغمہ
لہجہ ہائے سخن غزل کا ہے

قلبِ غوّاص کی یہ جانبازی
جذبۂ غوطہ زن غزل کا ہے

میرے استاد حضرت جامؔی
کہتے ہیں ہر زمن غزل کا ہے

کتنی کامل نے سچّی بات کہی
''دن دھاڑے غبن غزل کا ہے''

بحرِ شعر و سخن میں اے نادؔر
گویا دُرِّ عدن غزل کا ہے





میں سڑک پہ رو رہا ہوں سرِ عام چپکے چپکے
وہ چمن میں ہنس رہے ہیں سرِ شام چپکے چپکے

وہ کتابِ دل پہ اپنی ہی ملائم انگلیوں سے
یوں ہی لکھے جارہے ہیں مِرا نام چپکے چپکے

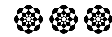
تِری انجمن میں مجھ کو، ہوئے دیکھتے ہی رقصاں
وہ سرود و جام و مینا، در و بام چپکے چپکے

مِری بےخودی بڑھے گی، یہ تو طے ہے میرے ساقی
کہیں لڑکھڑا نہ جاؤں مجھے تھام چپکے چپکے

مِرے سر پہ جب سے اس نے جو رکھا ہے ہاتھ اپنا
مِرے ہوتے جارہے ہیں سبھی کام چپکے چپکے

جنہیں دیکھ کر فرشتے بھی سلام بھیجتے ہیں
یوں نظر سے ہٹ رہے ہیں وہ مقام چپکے چپکے

ہو کسی بھی دل میں نیکی، وہ ہے پاکباز نادؔر
یوں تو خواہشوں کے سب ہی ہیں غلام چپکے چپکے





ہے اس زندگی کی کہانی ادھوری
محبت نہ ہوتو جوانی ادھوری

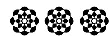
وہ بچپن کی یادیں، وہ بچپن کی باتیں
دِوانی، پرانی، سہانی ادھوری

کٹھن راستوں پر، تماشائی بن کر
کی یاروں نے بھی مہربانی ادھوری

ملے اونچے عہدے، غلط راستے سے
تو سمجھو یہ ہے کامرانی ادھوری

جو دل کو دُکھا کر مناؤگے خوشیاں
ملے گی تمہیں شادمانی ادھوری

غموں کو چھپا کر جو ہنستا ہے نادؔر
سَلَف کی ہے گویا نشانی ادھوری



موضوعاتی نظمیں

نوادرات

الفاظ اور معانی کا بحرِ تجلّیات
زرّین جلد اس کی ہے، سیمیں ہیں کاغذات

بحرِ سخن میں ایک وفاء کا صدف بھی ہے
اس میں جہان بھر کی ملیں گی نوادرات

ہر صنف کے یہ پھولوں کا گلدستہ بھی تو ہے
مجموعۂ کلام کہو یا کہ کُلّیات

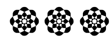
حُسن اور عشق، رنگِ جلال و جمال بھی
نورِ حقائق اس میں ہے برقِ تخیلات

جدّت کے ساتھ ساتھ روایت کی شان بھی
عنوانِ عصر، شاملِ احساسِ شش جہات

اجمالی طور پر سہی سمٹا ہوا تو ہے
نادر کے اس کلام میں ہر رنگِ کائنات

فطرت کی ترجمانی ہے منشائے شاعری
''شعراء'' ہیں پڑھ کے خوش تو ہیں مسرور شاعرات

اھلِ نظر یہ کہتے ہیں، پڑھتے رہا کرو
نادؔر کی یہ کتاب ہے آئینۂ حیات



جشنِ آزادی

هم کہنے کو آزاد ہیں آزاد نہیں ہیں
مسکانیں ہیں رخسار پہ دلشاد نہیں ہیں

سلطانِؐ مدینہ کو ہَوا ہند سے آئی
اُنؐ کے ہی وفاداروں نے آزادی دلائی
غدّاروں سے خونخواروں سے ہم نے ہی بچایا
ائے ہند تِرے واسطے گردن بھی کٹائی
کیا تجھ کو وہ قربانی کے دن یاد نہیں ہیں؟

انصاف کے روغن سے ہر اک شئی کو سنوارا
غازہ سے محبت کے تِرے رُخ کو نکھارا
رونق تجھے دی ایسی کہ اقطاعِ جہاں نے
چڑیا تجھے سونے کی فقط کہہ کے پکارا
آبادیاں کیا ہم سے بھی آباد نہیں ہیں؟

ظالم کے مقابل میں سدا ہم ہی ڈٹے تھے
ملت کو بچانے کیلئے ہم ہی کٹے تھے
دشمن سے کبھی ملک کا سودا نہ کیا تھا
ہم نے ہی تو آزادی کے الفاظ رٹے تھے
آزادی دِلا کے بھی کیا برباد نہیں ہیں؟

اس ملک کے مسلم کی ہے اب جان کو خطرہ
فطرت کے چمن زاروں کی ہے شان کو خطرہ
انصاف کی میزان کو جو تھام لے بڑھ کر
ہر سمت سے ایسے ہی ہے انسان کو خطرہ
گجرات کے کیا ظلم و ستم یاد نہیں ہیں؟

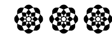
مجرم کو کُھلا چھوڑا ہے کیسا ہے تماشا
بے کس کا گلہ گھونٹا ہے کیسا ہے تماشا
قانون کے متوالوں نے سر جوڑ کے بے شک
قانون کو خود توڑا ہے کیسا ہے تماشا
تیار وہ سننے کو بھی فریاد نہیں ہیں

احساس کرے اس کا حکومت بھی ذرا سا
آزادی کی خوشیوں کا تو ہر شخص ہے پیاسا
اس قوم کی صورت بھی چمک اٹھے ابھی سے
دیں اھلِ حکومت بھی ذرا آج دِلاسا
ہم جھوم کے کہہ اٹھیں کہ بیداد نہیں ہیں

پڑھنا ہے ضروری تمہیں الفت کا سبق بھی
چہروں پہ خوشی کی کبھی آجائے شفق بھی
نفرت کو مٹانا ہے محبت کو بڑھانا
آسان ہے جتنا، یہ ہے اتنا ہی ادق بھی
بتلایئے کیا آپ ہی صیّاد نہیں ہیں؟

سچّوں کی گرفتاری بہت مہنگی پڑے گی
مظلوم کی یہ آہ بھی جب حد سے بڑھے گی
لُوٹا گیا گھر دار یہاں جن کا بھی اے نادر
ظالم کے ہی سر اُن کی وباء آکے پڑے گی
مظلوم ہیں ہم ہند میں جلّاد نہیں ہیں

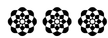
❁❁❁



جشنِ جمہوریہ

وطن کے حکمرانو! ہر قدم پر دیکھتے جاؤ
ملیں گے جابجا پتھر، برابر دیکھتے جاؤ
ترقی کے نظاروں میں، تجدُّد کی بہاروں میں
تنزّل اور زبوں حالی کا منظر دیکھتے جاؤ
''گُہر کم ہوتے ہیں پتھر زیادہ'' کے مماثل ہی
قلندر کم ہیں اور اکثر ستمگر دیکھتے جاؤ
یہاں پر سارے فرقوں کو ملے گا اُن کا پورا حق
ذرا آئینِ ہندوستاں، کا دفتر دیکھتے جاؤ
جو کل تک تو ہمارے ہم پیالہ ہم نوالہ تھے
اب ان کے آستینوں میں ہیں خنجر دیکھتے جاؤ
مسلمانوں سے نا انصافی کی کچھ حد نہیں لیکن
یہاں اُن کو محبت کا سمندر دیکھتے جاؤ
بظاہر مسکرا کر وہ ملیں گے، غم چھپائیں گے
گلے مل کر تم ان کے دل کے اندر دیکھتے جاؤ
یہ سر چڑھتی ہوئی مہنگائی سے ہے زندگی دوبھر
بنے کتنے تونگر سے گداگر دیکھتے جاؤ
ذرا جمہوریت کے جشن سے پہلے اٹھو نادر
فرائض کیا تمہارے ہیں یہ بڑھ کر دیکھتے جاؤ

❁❁❁



سالِ نَو

ہو سالِ نَو بہشت کا درپن خدا کرے
ہر گھر مسرتوں کا ہو مسکن خدا کرے

جاگ اٹھیں اب دلوں میں محبت کے ولولے
ٹھنڈا ہو نفرتوں کا یہ ایندھن خدا کرے

ہر شخص، ہر غریب کی پوری مراد ہو
ہوں زندگی کے راستے چندن خدا کرے

احساس اور شعور کے تنّور جَل اٹھیں
جل کر ہمارے شہری ہوں کندن خدا کرے

ہر قافلے کو خیر کی منزل ملے سدا
ہر بن ہو اُسکی راہ میں گلشن خدا کرے

نیکی کے راستے سے ہوں دشواریاں بھی دور
ساری برائیوں پہ ہو قدغن خدا کرے

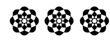
انسانیت کا قتل جو کرتے ہیں رات دن
زنداں کی تیرگی میں ہوں دشمن خدا کرے

بادل چھٹیں غموں کے، نکل جائیں حسرتیں
سب پر ہو شادمانی کا ساون خدا کرے

زنجیریں، انتشار کی کٹ جائیں اور پھر
ہم میں ہو اتّحاد کا بندھن خدا کرے

امن و اماں کے نور سے نآدر کی ہے دُعاء
بھر جائے اھلِ ہند کا دامن خدا کرے

❁❁❁



آنکھیں

جو بنائی ہے خدا نے تِری کالی کالی آنکھیں
ہے مِرے لیے یہ نعمت تِری بھولی بھالی آنکھیں

کسی اجنبی صدا پر میں نے مڑ کے جوں ہی دیکھا
تو نظر کے سامنے تھیں تِری یہ سُوالی آنکھیں

کبھی بھولتا نہیں میں، مجھے یاد ہے سبھی کچھ
وہ نشیلی گہری گہری، تِری لاَ اُبالی آنکھیں

مجھے خواب میں بھی اکثر، نظر آتی ہیں مسلسل
مِرے دل سے شکوہٰ کرتیں وہ حسیں جلالی آنکھیں

کسی فکر میں تھیں ڈوبی، کسی غم میں تھیں وہ بھیگی
کبھی سرخ آفتابی تو کبھی ہلالی آنکھیں

مِرے یار کی نگاہیں، بڑی شوخ ہیں اگرچہ
نہ لگایا اُس نے کاجل ہیں مگر کمالی آنکھیں

یہ ''نشہ[1]'' کتاب کے جب میں نے ٹائٹل کو دیکھا
تو وہ اس پہ بھی تھیں روشن، بڑی خوش خصالی آنکھیں

یہ سبھی کا تجربہ ہے، جو کہا ہے سچ کہا ہے
یہی ترجمانِ دل ہیں تیری دو نرالی آنکھیں

چھڑے تذکرہ جب ان کا تو کہوں گا میں سبھی سے
دو جہاں میں ہیں نبیؐ کی سدا بے مثالی آنکھیں

مِری زندگی کے نادر، دُھلے داغ اور مٹے غم
مِرے حال پر کرم کی پڑیں جب جمالی آنکھیں



۱؎ حضرت رحمٰن جامی کا ''شعری مجموعہ''

وطن میرا

گلہائے محبت کا گلشن ہے وطن میرا
چاندی ہے وطن میرا، کُندن ہے وطن میرا

سلطانؐ مدینہ کا منظورِ نظر ہے یہ
اصحابِؓ پیمبرؐ سے ولیوںؒ کا نگر ہے یہ
انصاف کے شاہوں کا اک نورِ نظر ہے یہ
ظلمت میں اداسی میں اُمّیدِ سحر ہے یہ
اللہ کے شیروں کا مسکن ہے وطن میرا

صدیوں سے فضاؤں میں، اسلام کے نغمے میں
گلبرگہ کے دہلی کے اجمیر کے چرچے ہیں
دیوبند و بریلی اور دکن کے جو خطے ہیں
پُر نور مدینے کے پُرنور یہ حلقے ہیں
ربّانی مراکز کا آنگن ہے وطن میرا

سلطاں ہوں کہ راجہ ہوں، معقول ہوئے اکثر
انصاف و عدالت میں مقبول ہوئے اکثر
ملّت کی ہی خدمت میں مشغول ہوئے اکثر
اپنوں کی دغا سے بھی معزول ہوئے اکثر
بے مثل سپوتوں کا مدفن ہے وطن میرا

پُرکھوں نے کئے اپنے ہر کام تدبُّر سے
دامن کو بچاتے تھے ہر وقت تنفُّر سے
دل خالی رہا اُن کا بے وجہہ تکدُّر سے
جی میرا مچلتا ہے بس اُن کے تصوّر سے
چندا سے بھی روشن تر، درپن ہے وطن میرا

اردو کی حلاوت سے ایوان معطّر ہیں
لفظوں کی لطافت سے اذہان منوّر ہیں
معنوں کی صداقت سے افکار مطہّر ہیں
تہذیب کی حرمت کے نگران مقرر ہیں
اردو ہی کی خوشبو سے چندن ہے وطن میرا

باغوں کی بہاروں میں آکاش کے تاروں میں
کھیتوں کے نظاروں میں سورج کے شراروں میں
دریا کے کناروں میں، شبنم کی پھواروں میں
بادل کے بخاروں میں، اولوں کی قطاروں میں
شاعر کی لطافت کا بندھن ہے وطن میرا

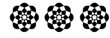
کلیوں کا تبسم بھی، جھرنوں کا ترنّم بھی
شوریدہ سمندر میں، موجوں کا تلاطم بھی
خونخوار درندوں کا، صحراء میں تنعُّم بھی
خاموش نظاروں کا، پُر شور تکلُّم بھی
ہر روز قیامت کا درشن ہے وطن میرا

ہندو بھی مسلماں بھی اس دھرتی پہ رہتے ہیں
عیسائی بھی اور سکھ بھی سیلاب میں بہتے ہیں
اس دیش کے باشندے جو ظلم بھی سہتے ہیں
خاموش صداؤں سے دن رات یہ کہتے ہیں
جل جائیں گے ظالم سب ایندھن ہے وطن میرا

از میرؔ[۱] تا جامیؔ[۲] کی ہر رنگِ غزل بھی ہے
شہکارِ محبت کا اک تاج محل بھی ہے
تاحدِّ نظر اونچا دھرتی پہ جبل[۳] بھی ہے
اس کا بھی جہاں میں کیا، اب کوئی بدل بھی ہے؟
انمول خزانوں کا مدفن ہے وطن میرا

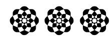
اب علم کا دیپک بھی پُروائی میں جلتا ہے
اطراف میں سکّہ بھی اب ہند کا چلتا ہے
سرحد کے جیالوں سے دشمن بھی دہلتا ہے
جذبات کو دیکھے تو پتھر بھی پگھلتا ہے
دہشت کے لیے نادؔر قدغن ہے وطن میرا

۱ میر تقی میر ۲ حضرت رحمٰن جامی ۳ ہمالیہ



منصب

اَنَا کا بُت مکمل توڑنا ہے
جنوں کا تیز دھارا موڑنا ہے
سنو عشرت کدوں میں رہنے والو!
ہمیں اک دن یہ سب کچھ چھوڑنا ہے
خوشا قسمت مسلماں ہوں میں نادؔر
مِرا منصب دلوں کو جوڑنا ہے



تلنگانہ

فضاء میں گونج اٹھا نغمہ، تلنگانہ تلنگانہ
ہر اک محفل میں ہے چرچا، تلنگانہ تلنگانہ

دکن سے لے کے دھلی تک ہر اک نیتا کا دل دھڑکا
لگایا ہم نے جب نعرہ، تلنگانہ تلنگانہ

محبت ہے، شجاعت ہے، اُخوّت ہے، شہادت ہے
مِرے اسلاف کا جذبہ، تلنگانہ تلنگانہ

تمدُّن گنگا جمنی ہے، ہر اک مذہب کی نگری ہے
سبھی کے ہاتھ میں جھنڈا، تلنگانہ تلنگانہ

ہے دلّی راجدھانی بھی مگر یہ جانِ ہندوستاں
جمالِ ھند کا نقشہ، تلنگانہ تلنگانہ

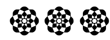
بڑے بیزار ہیں ہم آندھرا کے اِن اَندھیروں سے
اجالوں کا ہے یہ حصہ، تلنگانہ تلنگانہ

بہت سے آندھرا کے بھائی بھی ہیں اب ہمارے ساتھ
گھروں پہ اُن کے ہے لکّھا، تلنگانہ تلنگانہ

الگ ہونے سے ممکن ہے، ہمیں مل جائے گا انصاف
جو تھا وعدہ کرو پورا، تلنگانہ تلنگانہ

مفادِ ذات جو رکھتے ہیں ایسے درمیاں کچھ لوگ
دِلوں میں اُن کے ہے کھٹکا، تلنگانہ تلنگانہ

مجھے اُمّید ہے نادؔر کہ ہم پا جائیں گے اک دن
تلنگانہ، تلنگانہ، تلنگانہ



ہائیکو

❁

روشن ہے جہاں اپنا
فاتح کی طرح ہر دم
جذبہ ہے جواں اپنا

❁

تحریر لگی اچھی
چٹّھی میں مِری اپنی
تصویر لگی اچھی

❁

محبوب نہیں دیکھا
اس شوخ سے بڑھ کر میں
محبوب نہیں دیکھا

❁

سو جاؤں تو سونے دے
تکیے سے لپٹ کر میں
روتا ہوں تو رونے دے

❁

امّاں جی کے پاؤں میں
جنّت کا مزہ پاؤں
ابّا جی کی چھاؤں میں

❁

پُر کیف نظارہ بھی
حالات بدل دے گا
اک شوخ اشارہ بھی

❁

احباب کی محفل میں
یادوں کی چمک تیری
رہتی ہے مِرے دل میں

❁

بجلی سی گِرا دے گا
آنسو کا چھلک جانا
کہرام مچادے گا

❁❁❁

قطعات



مستقبلِ حیات کا احساس مت کرو
تم بھول کر بھی غیر پہ وشواس مت کرو
ہر لفظ میں رہے کوئی معنیٰ کی روشنی
عنوانِ بے معانی پہ بکواس مت کرو



تو نے مجھے اونچائی پر اُڑ کر کبھی دیکھا نہیں
میں نے پکارا تھا مگر مڑ کر کبھی دیکھا نہیں
میں بیش قیمت موتیوں کا ہار بن جاتا مگر
تو نے وفاء کی سِلک میں جُڑ کر کبھی دیکھا نہیں



اُٹھا لے گئے ہیں اثاثہ جھڑپ کر
تو بے کس سبھی رہ گئے ہیں تڑپ کر
ستم گر یہ نیتا پوتّر بنے ہیں
غریبوں، یتیموں کا سب کچھ ہڑپ کر



ضد اپنی چھوڑ دے ذرا، کب تک اگر مگر
طرزِ کلام ہو نیا، کب تک اگر مگر
بیکار کا مباحثہ ہوتا ہے خود بُرا
باتیں مِری تو مان جا، کب تک اگر مگر





پہلے ہر بات کو تولتے ہیں
عقل والے جبھی بولتے ہیں
ایلوے کو بھی مصری بنا کر
سب کے کانوں میں رس گھولتے ہیں



سچ کہنے پر ہیں ملک کے دشمن چراغ پا
رِشوت کے سود کے ہیں مہاجن چراغ پا
کِذب و فریب کی ہے نمائش لگی ہوئی
صدق و صفاء پہ ہیں وہی بدظن چراغ پا



کامیابی کا جہاں میں ایک زینہ اور ہے
اشکِ غم سب کی نظر سے چھپ کے پینا اور ہے
دوسروں کا اب تماشا دیکھنا حیرت نہیں
زندگی میں خود تماشا بن کے جینا اور ہے



تیز رفتار گاڑی کا یہ شوق پھر
بن نہ جائے کہیں موت کا طوق پھر
جو ہمارے سلف کی رگ و پے میں تھا
پیدا ہو سب میں نیکی کا وہ ذوق پھر





پرخچے اُڑاتی ہے لفظی جھڑپ
تشخص مٹاتی ہے لفظی جھڑپ
زباں کی چُھری سے اے نادؔر بچو
عداوت بڑھاتی ہے لفظی جھڑپ



عالمِ ہستی میں آتا ہے بشر تنہا بس
شہرِ خاموش میں جاتا ہے بشر تنہا بس
زندگی میں گھڑی ایسی بھی کڑی آتی ہے
جس میں خود اپنے کو پاتا ہے بشر تنہا بس

